شمارہ ۱۰
اخاء ۱۳۵۰ ہش
اکتوبر ۱۹۷۱ء
جلد ۱۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ۱ پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اخاء ۱۳۵۰ ہش

شعبان ۱۳۹۱ ہجری اکتوبر ۱۹۷۱ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

چندہ سالانہ
آٹھ روپے

قیمت فی پرچہ
پچھتر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر ..... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ..... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ..... دفتر ماہنامہ انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۲ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۰

اخاء ۱۳۵۰ ہش

مومن کو عطا ہونے والا سب سے بڑا انعام اور اس کے حصول کا انمول موقع

اجتماعی ذکرِ الٰہی کی غرض سے اجتماع انصار اللہ میں شمولیت کی بے انداز اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعمالِ صالحہ بجا لانے کا بار بار حکم دیا ہے اور جگہ بہ جگہ اعمالِ صالحہ کی تفصیل بھی بیان فرمائی ہے لیکن اِن سب نیک اعمال میں سے ایک عمل کو سب سے بڑا عمل قرار دیا ہے اور وہ ہے ذکرِ الٰہی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (العنکبوت آیت ۴۶)

یعنی اے رسول! اس کتاب (قرآن مجید) میں سے جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے پڑھ اور لوگوں کو پڑھ کر سنا اور نماز کو اس کی سب شرائط کے ساتھ ادا کر۔ یقیناً نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یقیناً ان سب کاموں سے بڑا ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اوّل یہ کہ قرآن مجید کو خود بالالتزام پڑھنا۔ دوم یہ کہ قرآن مجید کو دوسروں تک پہنچانا تیسرے یہ کہ نماز کو اُس کی پوری شرائط کے ساتھ ادا کرنا۔ اِن تینوں کاموں کو بالالتزام بجالانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ باور کرایا ہے کہ نہ صرف یہ تین کام بلکہ تمام دوسرے نیک اعمال جنہیں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان سب سے بڑا کام یہ ہے کہ انسان تمام دوسرے نیک اعمال بجالانے کے ساتھ ساتھ ہر لمحہ اور لحظہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغول رہے۔ اس سے ذکرِ الٰہی کی عظمت واہمیت واضح ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے سب نیک اعمال میں سے بڑا عمل ذکرِ الٰہی کو قرار دیا ہے وہاں اس نے اپنے انعامات میں سے جن سے وہ اپنے نیک بندوں کو نوازتا ہے ایک خاص انعام کو سب سے بڑا انعام ٹھہرایا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی۔ چنانچہ وہ نیک اعمال کی جزا کے طور پر ملنے والے انعاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط
وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورہ توبہ آیت ۷۲)

اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کے وعدے کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں پاک رہائش گاہوں کا بھی وعدہ کیا ہے اور ان کے علاوہ اللہ کی رضامندی سب سے بڑا انعام ہے جو ان کو ملے گا اور اس کا ملنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

سب نیک اعمال میں سے سب سے بڑا عمل ذکرِ الٰہی کو قرار دینا اور ان سب انعاموں میں سے سب سے بڑا انعام رضاءِ الٰہی کو ٹھہرانا اس امر پر دال ہے کہ حصولِ رضائے الٰہی کا سب سے اہم ذریعہ ذکرِ الٰہی کی کثرت ہے۔

شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس کے گمراہ کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا سب سے زیادہ کوشش اس امر کی کرتا ہے کہ اسے سب نیک اعمال میں سے بڑے عمل یعنی ذکرِ الٰہی سے غافل کر کے اسے سب انعاموں میں سے بڑے انعام یعنی رضائے الٰہی کے حصول سے محروم کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ

شیطان کی اس کوشش اور اس کے جنگل میں پھنسنے والے بدنصیب لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔
اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ
حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المجادلۃ آیت ۲۰)
یعنی شیطان ان پر غالب آگیا ہے اور اس نے اللہ کا ذکر ان کو بھلا دیا ہے۔ یہ لوگ شیطان کا گروہ
ہیں اور سُن رکھو کہ شیطان کا گروہ آخر گھاٹا پانے والا ہے۔
شیطان کی اس کوشش اور اس کے بہکانے میں آکر ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جانے والوں کی ذہنی کیفیت کا
ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔
وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝
(الزخرف آیات ۳۷، ۳۸)
اور جو کوئی رحمٰن (خدا) کے ذکر سے منہ موڑ لیتا ہے۔ ہم اس پر ایک شیطانی خصلت وجود کو مستولی
کر دیتے ہیں اور وہ اس کا ہر وقت کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے والے ایسے لوگوں کو
وہ شیاطین سچے راستہ سے روکتے رہتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سچے
راستہ پر چل رہے ہیں۔
اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے کہ شیطان کے بہکانے میں آکر سب اعمال میں سے بڑے عمل
یعنی ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے والے سب سے بڑے انعام یعنی رضائے الٰہی سے ہی محروم نہیں رہتے بلکہ شیطان انہیں
بالآخر سچے راستہ سے ہی بھٹکا دیتا ہے اور گمراہ ہو جانے کے باوجود وہ بزعم خود سمجھتے یہ ہیں کہ ہم سیدھے اور
سچے راستہ پر گامزن ہیں۔ اب چونکہ ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے کا انجام اتنا خطرناک ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے
ذکرِ الٰہی سے اعراض کرنے والوں پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا ہے جیسا کہ فرمایا:۔
فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝ (الزمر آیت ۲۳)
یعنی افسوس ان پر جن کے دل اللہ کے ذکر سے سختی محسوس کرتے ہیں اور وہ بڑی کھلی گمراہی
میں ہیں۔
یہی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگوں کو بہت ہی شدید نوعیت کے عذاب سے ڈرایا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔
وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (الجن آیت ۱۸)

یعنی جو شخص اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتا ہے۔ وہ (یعنی خدا) اس کو ایسے عذاب کے راستہ پر چلاتا ہے جو بڑھتا ہی جاتا ہے۔

فرض عبادات کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے اور اس کو بار بار یاد کرنے کی اس بنیادی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑی ہی کثرت سے مومنوں کو ذکرِ الٰہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ کبھی فرمایا "اے مومنو اللہ کا ذکر بہت کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو کیونکہ وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں تاکہ اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ وہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے اور وہ مومنوں پر بار بار رحم کرنے والا ہے"۔ (الاحزاب ۴۲ تا ۴۴) کبھی فرمایا "اور جب نماز (جمعہ) ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو اور اللہ کا فضل تلاش کیا کرو اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔ (الجمعہ آیت ۱۱) کبھی تاکید فرمائی۔ "چاہیئے کہ تو اپنے رب کی صفات کو یاد کیا کر اور اسی سے دل لگایا کر وہ مشرق کا بھی رب ہے اور مغرب کا بھی رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسی کو اپنا کارساز بنا" (المزمل آیات ۹، ۱۰) اور کبھی حکم دیا "اپنے رب کے حکم پر قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گزار کی اطاعت نہ کر اور اپنے رب کا صبح اور شام ذکر کیا کر اور رات کے وقت بھی اس کے سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو دیر تک اس کی تسبیح کیا کر" (الدھر آیات ۲۵ تا ۲۷) اور کبھی یہ ہدایت دی "جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جس طرح اس نے تمہیں ہدایت دی ہے اس کے مطابق اسے یاد کرو کیونکہ اس سے پہلے تم یقیناً گمراہوں میں سے تھے"۔ (البقرہ آیت ۱۹۹) اور پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ "پھر جب تم اپنی حج کی عبادتیں پوری کر چکو تو گزشتہ زمانوں میں اپنے باپ دادوں کو یاد کرنے کی طرح اللہ کو یاد کرو بلکہ اس سے بھی زیادہ دلبستگی سے اللہ کو یاد کرو کیونکہ اس نے تمہیں وہ کچھ سکھایا جو تم پہلے نہ جانتے تھے۔" (البقرہ آیت ۲۰۰) پھر صرف یاد کرنے کی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو گڑگڑا گڑگڑا کر یاد کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جیسا کہ فرمایا۔ "تو اپنے نفس میں اپنے رب کو عجز اور خوف کے ساتھ یاد کرتا رہا کر اور دھیمی آواز سے بھی صبح و شام اپنے رب کو یاد کیا کر اور کبھی غفلت کرنے والوں میں شامل نہ ہو"۔ (الاعراف آیت ۲۰۶) الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو ذکرِ الٰہی کرنے کی مختلف پیرایہ میں بار بار تلقین فرمائی ہے حتیٰ کہ قرآن اوّل سے آخر تک اس تلقین سے بھرا ہوا ہے۔

اس کثرت سے اور بار بار تلقین کرنے کی وجہ یہی ہے کہ ذکرِ الٰہی وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے مطابق سب نیک کاموں میں سے بڑا کام ہے اور وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے مطابق سب انعاموں میں سے بڑے انعام یعنی رضائے الٰہی کا حصول اس کے ساتھ وابستہ ہے۔

ذکرِ الٰہی کی اس اہمیت کے پیشِ نظر یہ سب نیک کاموں میں سے بڑا کام ہے اور سب سے بڑے انعام یعنی رضائے الٰہی کے حصول کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتے تھے بلکہ اسے اجتماعیت کی برکت سے ہمکنار کرنے کے لئے گاہے گاہے ذکرِ الٰہی کی مجلسیں بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ ایسی بہت سی مجالس کا ذکر احادیث میں محفوظ ہے۔

اب پھر ہمارے لئے اجتماعی ذکرِ الٰہی کے ذریعہ حصولِ رضائے الٰہی کا ایک انمول موقعہ پیدا ہو رہا ہے اور وہ انصار اللہ کا سولہواں مرکزی سالانہ اجتماع ہے جو امسال ۱۵-۱۶-۱۷ اخاء ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱۵-۱۶-۱۷ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو ربوہ کی مقدس سرزمین میں منعقد ہو رہا ہے۔ لذّت آشنا دل تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر جانتے ہیں اور حق الیقین کی رُو سے دلی بصیرت کے ساتھ اس کے گواہ ہیں کہ نرالی شان کا حامل ہمارا یہ اجتماع دن اور رات کا ہر ہر لحظہ ذکرِ الٰہی میں بسر کر کے حصولِ رضائے الٰہی کا ایک ایسا بیش بہا موقعہ فراہم کرتا ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر انسان کو اپنا سب کچھ بھی قربان کرنا پڑے تو یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ سستا اور بہت سستا ہے۔

بھلا اس اجتماع میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کا کوئی مول ہو سکتا ہے یا دنیا کا مالدار ترین انسان بھی اس کا مول ادا کر سکتا ہے جو صحیح معنوں میں فرمانِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنْ عِنْدَہٗ (صحیح مسلم) کا پورا پورا مصداق ہو۔ اس میں کیا شک ہے کہ ذکرِ الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں منعقد ہونے والے ہمارے اس اجتماع کو فرشتے اپنے حلقہ میں لے کر اسے خیر و برکت سے بھر دیتے ہیں، خدا تعالےٰ کی رحمت اس پر چھا جاتی ہے اور آخر تک چھائی رہتی ہے، اس میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والے ہزاروں خوش نصیبوں کے دلوں پر آسمان سے سکینت نازل ہو کر انہیں بشاشت و طمانیت سے مالا مال کر دیتی ہے یہاں تک کہ ملائے اعلیٰ میں ان کا ذکر بلند ہوتا ہے۔ جو بھی ایسے بابرکت اجتماع میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے خدا ہی کے فضل کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ ورنہ کون ہے جو محض اپنی دولت کے بل پر یا اپنی کوشش سے شمولیت کا استحقاق حاصل کر سکے، ہاں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور وہی ہوتا ہے جسے خدا تعالےٰ کا فضل اور اس کی رحمت یہاں کھینچ لاتی ہے اور اسے یہ انمول موقع عطا کرتی ہے کہ وہ ہزاروں مومنوں کے ساتھ دن اور رات ذکرِ الٰہی میں مشغول رہ کر اپنے دل کو سکینت و اطمینان کی دولتِ لازوال سے معمور کر کے فرطِ مسرت سے جھوم جھوم اٹھے اور رات کی خاموش گھڑیوں میں نمازِ تہجد کے دوران عجب سوز و گداز کے عالم میں آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہو کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و عافیت اور غلبۂ اسلام سے متعلق اپنی التجائیں اور اپنی تمنائیں اور اپنی تمام حاجات اپنے خالق و مالک کے حضور پیش کر کے یوں محسوس کرے کہ گویا آسمان زمین کے بالکل

قریب آگیا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل خاص کے ماتحت اس یقین سے لبریز ہو جائے کہ رحمتِ خداوندی نے اس کے حق میں اس بشارت کو پورا کر دکھایا ہے کہ ؎ جو دعا کیجئے قبول ہے آج۔

پھر خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ان خوش نصیبوں کو یہاں کھینچ لاتی ہے اور انہیں روحانی نعمتوں سے مالامال کرنے والے اس اجتماع میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور کرتی ہے۔ انہیں یکے بعد دیگرے قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرمعارف درس سننے اور علماء سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر سے مستفیض ہونے کے علاوہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور بصیرت افروز اور ولولہ انگیز افتتاحی اور اختتامی خطابات سے بہرہ اندوز اور فائز المرام ہونے کی غیر معمولی توفیق ملتی ہے اور اس طرح انہیں قرآنی علوم و معارف، حقائق و دقائق اور روحانی خزائن سے اپنی جھولیاں بھرنے اور نتیجۃً دولتِ لازوال سے مالامال ہونے کے انمول مواقع میسر آتے ہیں جو انہیں روحانی علو و ارتفاع کی ایک ناقابلِ بیان کیفیت سے ہمکنار کر دکھاتے ہیں اور انہیں یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ان کی روح آسمان کی بلندیوں میں محو پرواز ہو کر عرشِ الٰہی کے قریب جا پہنچی ہے۔ الغرض وہ تین دن مرکزِ سلسلہ کی روحانی فضا میں ہر لحظہ اور ہر آن ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنے اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نتیجہ میں اور رضائے الٰہی کے سب سے بڑے انعام کے وارث بننے کے بعد نئے انسان بن کر اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ ان کی خوش بختی اور خوش نصیبی قابلِ رشک ہوتی ہے اس لئے کہ ان کا ذکر ملائے اعلیٰ میں بلند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ان کا ذکر فرشتوں سے کرتا ہے۔

انقلاب انگیز روحانی تاثیرات کے حامل اس بابرکت اجتماع کے انعقاد میں اب صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ احباب جو سال بہ سال اس میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے ہیں آج کل سوئے چمن پرواز کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں وہ انتظار کی گھڑیاں گن گن کر گزار رہے ہیں اور ان کے دل بے چین ہیں کہ کب اجتماع کی تاریخیں قریب سے قریب تر آئیں اور وہ اُڑ کر روحانیت کے چمن زار میں پہنچیں اور اجتماع میں شریک ہو کر سب کاموں میں سے بڑے کام (وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ) یعنی ذکرِ الٰہی میں حصہ لیں۔ جس کے طفیل سب انعاموں سے بڑے انعام (وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ) یعنی رضائے الٰہی میسر آتا ہے اور دل اطمینان و سکینت سے لبریز ہو کر مہبطِ انوارِ الٰہی بن جاتے ہیں۔ ایسے خوش نصیب انصار لائق صد مبارکباد ہیں کیونکہ خدا نے ان کے لئے ان کے اخلاص للّٰہیت اور دلی تڑپ کے مطابق پہلے ہی سے بے اندازہ اجر و ثواب مقرر کر رکھا ہے۔ وہ حسب توفیق آگے آئیں گے۔ جذبۂ بے اختیار کے ماتحت، دیوانہ وار آئیں گے اور اس شان سے آئیں گے کہ کوئی دنیوی مصروفیت ان کے راستہ میں روک نہ بن سکے گی۔ البتہ وہ انصار جو استطاعت رکھنے کے باوجود گزشتہ پندرہ سالوں میں ایک دفعہ بھی شریک نہیں ہوئے ہم انہیں توجہ

دلانا چاہتے ہیں کہ وہ کیوں اپنے آپ کو بے انداز اجر و ثواب اور روحانی نعمتوں کی دولت لازوال سے محروم رکھتے چلے آرہے ہیں۔ ہم دلی تڑپ کے ساتھ ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں ذکرِ الٰہی کی بنیادی اہمیت کے پیش نظر اجتماع کی عظیم الشان برکات سے بہرہ ور ہونے کا ابھی سے عزم کر لیں اور امسال ضرور اس میں شریک ہوں۔ امسال اگر وہ آئے اور خدا کرے کہ وہ ضرور آئیں تو انہیں احساس ہوگا کہ وہ اپنی غفلت سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے بے حساب و بے انداز فضلوں سے محروم رکھتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ ایک دفعہ اجتماع میں شریک ہونے کے بعد وہ پھر کبھی عدمِ شرکت کے خیال کو دل میں نہ آنے دیں گے اور آئندہ سال بہ سال شامل ہوتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انصار اللہ کو اپنے اس نہایت درجہ مقدس و بابرکت اجتماع کی اہمیت کو سمجھنے اور اجتماعی ذکرِ الٰہی کے اس انمول موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر رضائے الٰہی کا وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ آئیں اور والہانہ انداز میں آئیں پہلے سے بڑھ کر تعداد میں آئیں اور ربوہ اور اس کے ماحول کو اس طرح ذکرِ الٰہی سے معمور کر دکھائیں جس طرح سمندر پانیوں سے لبریز ہیں اور اس طرح لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ کے مصداق ثابت ہوں۔ آمین یا ارحم الراحمین

اسلام بہر حال فتح پائیگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ زمانہ اب اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ کسی وقت وہ اپنی طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علومِ جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مَیں سچ کہتا ہوں کہ ایمان درست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحبِ ایمان کی صحبت میں نہ رہے

اِسی لئے ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہؓ کو بار بار قادیان آنے اور حضور کی صحبت میں رہ کر اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے اور اعمالِ صالحہ کی قوت سے بہرہ ور ہونے کی تلقین فرمایا کرتے تھے چنانچہ صحابہ بکثرت قادیان آکر مسلسل کئی کئی دن تک حضورؑ کی خدمت میں حاضر رہتے، اپنا سارا وقت حضورؑ کی پُر معارف باتیں سننے اور ذکرِ الٰہی کرنے میں بسر کرتے اور پھر تزکیۂ نفوس و تطہیرِ قلوب کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹتے۔ اُن کے بار بار آنے حضورؑ کی صحبت سے فیض یاب اور دن رات ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ آسمانِ روحانیت کے درخشندہ ستارے بن کر دوسروں کی راہ نمائی کا موجب بنے۔ ذیل میں ہم حضور علیہ السلام کی ان پُر معارف نصائح کا ایک حصہ درج کرتے ہیں جن میں حضور نے صحبتِ صالحین کی اہمیت کو نہایت پُر معارف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ (ادارہ)

"مُردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مُردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دُور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں لوگ ان کی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی مُردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حکم دے کر زندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ محض اُس کی حالت پر

رحم کر کے ہمدردی اور خیرخواہی سے کہتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایمان درست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحب ایمان کی صحبت میں نہ رہے اور یہ اس لئے کہ چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافق حال تقریر ناصح کے منہ سے نہیں نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنوں تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اس کے مذاق کے موافق نہیں ہے اور اس سے اس میں بددلی پیدا ہو اور وہ حسن ظن کی راہ سے دور جا پڑے اور ہلاک ہو جائے۔ غرض قرآن کریم کے منشاء کے موافق زندوں ہی کی صحبت میں رہنا ثابت ہوتا ہے۔

اور استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اصل استمداد کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اور اسی پر قرآن کریم نے زور دیا ہے چنانچہ فرمایا کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پہلے صفاتِ الٰہی ربّ، رحمٰن، رحیم، مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کا اظہار فرمایا، پھر سکھایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی عبادت بھی تیری ہی کرتے ہیں اور استمداد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل حق استمداد کا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے کسی انسان، حیوان، چرند، پرند، غرضیکہ کسی مخلوق کے لئے نہ آسمان پر نہ زمین پر یہ حق نہیں ہے مگر ہاں دوسرے درجہ پر ظلّی طور سے یہ حق اہل اللہ اور مردانِ خدا کو دیا گیا ہے۔ ہم کو نہیں چاہیئے کہ کوئی بات اپنی طرف سے بنالیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے اندر رہنا چاہیئے اسی کا نام صراط مستقیم ہے۔ اور یہ امر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے بھی بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے۔ اس کے پہلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا محبوب و معبود اور مطلوب اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہیئے اور دوسرے حصہ سے رسالتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا اظہار ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ رسالت میں ایک امر ظاہر ہوتا ہے اور ایک مخفی ہوتا ہے۔ مثلاً لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک کلمہ ہے جسے رسالت مآبؐ نے بدیں الفاظ لوگوں تک پہنچایا ہے، لوگ مانیں یا نہ مانیں یعنی رسالت کا کام صرف پہنچا دینا تھا۔ مگر رسالت کے یہ ظاہری معنی ہیں۔ ہم جب اور زیادہ غور کر کے بطون کی طرف جاتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ بطور ایک جزوِ غیر منفک کے شامل ہوتی ہے۔ یہ صورت ابلاغ تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتِ قدسیہ کے زور سے اس تبلیغ کو باثر بنانے میں لانظیر نمونہ دکھایا ہے۔ قرآن کریم سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آپؐ کو کس قدر سوزش اور گدازش لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ فرمایا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ یعنی کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اس فکر میں کہ یہ مومن

کیوں نہیں بنتے۔ یہ بچی بات ہے کہ ہر نبی صرف لفظ لے کر نہیں آتا بلکہ اپنے اندر وہ ایک سوز و گداز بھی رکھتا ہے جو اپنی قوم کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے۔ اور یہ درد اور اضطراب کبھی بناوٹ سے نہیں ہوتا بلکہ فطرۃً اضطراری طور پر اُس سے صادر ہوتا ہے۔ جیسے ایک ماں اپنے بچے کی پرورش میں مصروف ہوتی ہے۔ اگر بادشاہ کی طرف سے اس کو حکم بھی دیا جائے کہ اگر وہ اپنے بچے کو دودھ نہ بھی دے اور اس طرح پر اس کے ایک دو بچے مر بھی جاویں تو اس کو معاف ہیں اور اس سے کوئی بازپرس نہ ہوگی۔ تو کیا بادشاہ کے ایسے حکم پر کوئی ماں خوش ہو سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ بادشاہ کو گالیاں دے گی۔ وہ دودھ دینے سے رک سکتی ہی نہیں یہ بات اس کی طبیعت میں طبعاً موجود ہے۔ دودھ دینے میں اس کو کبھی بھی بہشت میں جانا یا اس کا معاوضہ پانا مرکوز یا ملحوظ نہیں ہوتا۔ اور یہ جوش طبعی ہے جو اس کی فطرت نے دیا ہے۔ ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو چاہیے تھا کہ جانوروں کی مائیں، بکری، بھینس یا گائے یا پرندوں کی مائیں اپنے بچوں کی پرورش سے علیحدہ ہو جائیں۔ ایک فطرت ہوتی ہے، ایک عقل ہوتی ہے، ایک جوش ہوتا ہے۔ ماؤں کا اپنے بچوں کی پرورش میں مصروف ہونا یہ فطرت ہے۔ اسی طرح پر مامورین جو آتے ہیں ان کی فطرت میں بھی ایک بات ہوتی ہے وہ کیا؟ مخلوق کے لئے دلسوزی اور بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے لئے ایک گداز ش۔ وہ طبعی طور پر چاہتے ہیں کہ لوگ ہدایت پا جاویں اور خدا تعالیٰ میں زندگی حاصل کریں۔

پس یہ وہ سِر ہے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے دوسرے حصے یعنی اظہارِ رسالتِ محمدیہ میں رکھا ہوا ہے۔ پیغام پہنچانے والے عام طور پر پیغام پہنچا دیتے ہیں اور اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو، گویا وہ تبلیغ صرف کان ہی تک محدود ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے مامورینِ الٰہی کان تک بھی پہنچاتے ہیں اور اپنی قوتِ قدسی کے زور اور ذریعہ سے دل تک بھی پہنچاتے ہیں اور یہ جذب اور عقدِ ہمت ایک انسان کو اسی وقت دیا جاتا ہے جب کہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ یعنی یہ رسول تمہاری تکلیف کو دیکھ نہیں سکتا، وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔ ان ساری باتوں کو یکجائی طور پر دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوّل خدا تعالیٰ مدد دیتا ہے، پھر دوسرے درجہ پر مامور من اللہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں جوش ڈالا ہے اور وہ اسی جوش اور تقاضائے فطرت کے ساتھ مخلوق کی بہتری میں ہر ایک قسم کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح جس طرح ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی ہے بلکہ

اس سے بھی بڑھ کر۔ اس لئے کہ والدہ کا نفس مزکّی نہیں ہے اور یہ مزکّی النفس لوگ ہوتے ہیں۔ انہیں کو صادقین اس آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْن میں فرمایا گیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پس تم کو چاہیئے کہ تم زندوں کی صحبت تلاش کرو اور بار باران کے پاس آکر بیٹھو۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ میں تاثیر نہیں ہوتی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوئی جو سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوگا اس میں بھی تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا۔ پس چاہیئے کہ صحابہؓ کی طرح اپنے کام کاج چھوڑ کر یہاں آکر بار بار اور دیرتک صحبت میں رہو تاکہ تم دیکھو جو صحابہؓ نے دیکھا۔ اور وہ پاؤ جو ابوبکرؓ۔ عمرؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا۔"

(الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

سچی توبہ کے ثمرات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اُن بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کا حافظ و نگران ہوجاتا ہے اور ساری بلاؤں کو خدا دُور کردیتا ہے۔ اور ان منصوبوں کو جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۵۵)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَخَفْ شَرَّ الْعَوَاقِبِ وَالْهَوَانِ

—(اور انجامِ بد اور ذلّت کی بدیوں سے خوف کر۔)—

وَكُلُّ النُّوْرِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ ۔۔۔ يَمِيلُ الْهَالِكُونَ إِلَى الدُّخَانِ

اور تمام اور ہر ایک قسم کے نور قرآن ہی میں ہیں مگر مرنے والے دھوئیں کی طرف دوڑتے ہیں۔

بِهٖ نِلْنَا تُرَاثَ الْكَامِلِيْنَا ۔۔۔ بِهٖ سِرْنَا إِلٰى أَقْصَى الْمَعَانِيْ

ہم نے اس کے وسیلے سے کاملوں کی وراثت پائی۔ ہم نے اس کے وسیلہ سے حقیقتوں کے آخر تک سیر کی۔

فَقُمْ وَاطْلُبْ مَعَارِفَهٗ بِجَهْدٍ ۔۔۔ وَخَفْ شَرَّ الْعَوَاقِبِ وَالْهَوَانِ

پس اٹھ اور کوشش کے ساتھ اس کے معارف طلب کر، اور انجام بد اور ذلت کی بدیوں سے خوف کر

أَتَخْطُبُ عِزَّةَ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةْ ۔۔۔ أَتَطْلُبُ عَيْشَهَا وَالْعَيْشُ فَانِيْ

کیا تُو اس دنیا ناکارہ کی عزتوں کا طالب ہے۔ کیا تُو اس دنیا کے عیشوں کو ڈھونڈتا ہے اور اسکے تمام عیش فانی ہیں۔

عَلٰى بُسْتَانِ هٰذَا الدَّهْرِ فَأْسٌ ۔۔۔ فَكَمْ شَجَرٍ مُجَاحٍ مِنَ الْأَوَانِ

اِس دنیا کے باغ پر تبر رکھا ہے۔ سو بہت سے درخت جسٹر سے اکھڑے جا رہے ہیں۔

وَكَمْ عُنُقٍ تُكَسِّرُهَا الْمَنَايَا ۔۔۔ وَكَمْ كَفٍّ وَكَمْ حَسَنِ الْبَنَانِ

اور موتیں بہت سی گردنوں کو توڑ رہی ہیں اور بہت سی ہتھیلیاں اور بہت سی خوبصورت پوریں ٹوٹی چلی جاتی ہیں۔

وَإِنِّيْ نَاصِحٌ خِلٌّ أَمِيْنٌ ۔۔۔ وَيَدْرِيْ نُوْرَ عِلْمِيْ مَنْ يَّرَانِيْ

اور میں ایک نصیحت دینے والا دوست اور امین ہوں اور جو شخص مجھے دیکھے وہ میرے نورِ علم کو معلوم کرلیگا۔

(نور القرآن حصہ اوّل)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جاں بیفشاں تا دگر جانے رسد

—(جان قربان کر تاکہ تجھے دوسری زندگی ملے۔)—

تا نہ میری اے سگِ دنیا پرست　　دامنِ آں یار کے آید بدست

اے دنیا پرست کتے جب تک تجھ پر موت نہ آئے گی تب تک اُس یار کا دامن کس طرح ہاتھ آئے گا۔

نیست شو تا بر تو فیضانے رسد　　جاں بیفشاں تا دگر جانے رسد

اپنی ہستی کو فنا کر دے تاکہ تجھ پر فیضانِ الٰہی نازل ہو۔ جان قربان کر تاکہ تجھے دوسری زندگی ملے۔

تو گزاری عمرِ خود در کبر و کیں　　چشم بستہ از رہِ صدق و یقیں

تُو تو اپنی عمر تکبّر اور کینہ میں بسر کر رہا ہے اور تُو نے صدق و یقین کے راستہ سے آنکھ بند کر رکھی ہے

نیک دل با نیکواں دارد سرے　　بد گہر تف مے زند بر گوہرے

نیک دل انسان نیکوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مگر بد اصل آدمی موتی پر بھی تھوکتا ہے۔

ہست دیں تخمِ فنا را کاشتن　　وز سرِ ہستی قدم برداشتن

دین کیا ہے فنا کا بیج بونا اور زندگی کو ترک کر دینا۔

چوں بیفتی با دو صد درد و نفیر　　کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر

جب تُو سینکڑوں دردوں اور چیخوں کے ساتھ گر پڑتا ہے تو پھر ضرور کوئی کھڑا ہو جاتا ہے کہ تیرا مددگار ہو جائے

با خبر را دل تپد بر بے خبر　　رحم بر کورے کند اہلِ بصر

نادان کے لئے دانا آدمی کا دل تڑپتا ہے اور آنکھوں والے اندھے پر ضرور رحم کرتے ہیں۔

(تذکرۃ الشہادتین)

ترقیات اور غلبہ کے خدائی وعدے ایمان کی پختگی اور ہمہ گیری کے ساتھ وابستہ ہیں

پختگی اور ہمہ گیری کے لئے ایمان کا چار بنیادی شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے پندرھویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۲۳ اِخاء ۱۳۴۹ ہش مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو جو بصیرت افروز افتتاحی تقریر ارشاد فرمائی تھی اس کا مکمل متن ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔

غلبۂ اسلام کے عظیم کام کیلئے بنیادی ذمہ واری اگلی نسل کی تربیت ہے

حضور اقدس نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد فرمایا:۔

غلبۂ اسلام وہ عظیم کام ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کا قیام کیا ہے۔ اس عظیم کام کا تعلق صرف ایک نسل سے نہیں ہے بلکہ نسلاً بعد نسلٍ کئی نسلوں سے اس کا تعلق ہے اور یہ حقیقت بڑی عظیم ذمہ واریاں ہر اُس نسل پر جس کے بعد ایک نئی نسل آنے والی ہے ڈالتی ہے۔ بنیادی ذمہ داری تو اگلی نسل کی تربیت ہے اور اس تربیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر خود مربی کی صفات ہوں۔ جو شخص متقی نہیں اور جس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ اور پختہ تعلق نہیں ہے، جو ایک عاجز خادم اور مزدور کے طور پر خود کو نہیں سمجھتا جو عاجزانہ راہوں کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل نہیں کرتا وہ آنے والی نسل کی تربیت نہیں کر سکتا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہاں آنے والی نوجوان نسل کی تربیت کی ذمہ واری پہلوں پر ہے اور اس تربیت کے لئے خود کو تیار کرنے کی ذمہ واری بھی ان پر ہے اور یہ ضروری ہے کہ وہ خود متقی بنیں اور خود اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کر کے اس کی رحمتوں کے وارث بنیں۔ وہ فلسفیانہ طور پر اپنے رب پر ایمان نہ لائے ہوں

بلکہ وہ اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ کی زندہ قوتوں اور طاقتوں کا مشاہدہ کرنے والے ہوں۔ اگر وہ ایسے ہوں تب ہی اور صرف تب ہی وہ آنے والی نسل کی تربیت کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کو دوہرایا جو قرآن کریم میں امت مسلمہ کو دیئے گئے ہیں۔ بنیادی طور پر قرآن کریم نے ایک ہی شرط رکھی ہے اور وہ ایمان کی پختگی اور ہمہ گیری ہے یعنی انسان کے سارے نفس کو ایمان نے اپنے احاطہ میں لے لیا ہو اور اس ایک بنیادی شرط کے ساتھ بڑے عظیم وعدے دیئے ہیں۔ اور قرآن کریم نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس وقت میں دو اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لے کر یہ بتاؤں گا کہ قرآن کریم کی کن بنیادی باتوں کو ان میں دہرایا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق رکھنے کے سلسلہ میں آپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور کس طرح قرآن کریم ہی کی تعلیم، قرآن کریم ہی کے وعدے اور بشارتیں ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری زبان میں سہل طریقے پر کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔" (الوصیت صلا)

ایمان دنیا کی ملونی سے پاک ہو

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار بنیادی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک یہ کہ ایمان ایسا ایمان ہو جس میں دنیا کی ملونی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ۔ (سورہ حدید ۲۹)

کہ اے وہ لوگو! جو ایمان کا دعوےٰ کرتے ہو۔ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو اتَّقُوا اللّٰهَ تم ایسے اعمال بجالاؤ، ایسی زندگی گزارو، اپنے نفس پر کچھ اس طرح فنا طاری کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق تمہاری ڈھال بن جائے اور اس رنگ میں اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھو۔ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ

رَّحْمَتِہٖ تو اللہ تعالےٰ اپنی رحمتوں کا دوہرا وارث تمہیں بنائے گا۔ یہ دوہرا تو نسبتی چیز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ پہلے انبیاء کی امتوں کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمتوں کا وارث بنایا تھا۔ ان کے مقابلہ میں تمہیں کہیں زیادہ اجر ملے گا اس لئے کہ جو کتاب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آسمانوں سے لیکر ہماری طرف آئے ہیں۔ وہ ایک کامل اور مکمل کتاب ہے۔ پہلے انبیاء کی تعلیمیں اور شریعتیں اپنے زمانہ کے نقص اور ارتقاء کی کمزوری کی وجہ سے کامل نہیں تھیں اور نہ ہو سکتی تھیں تو چونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک کامل اور مکمل شریعت دی گئی ہے اس لئے وہ لوگ جو آپؐ پر ایمان لائیں گے اور آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزاریں گے۔ اللہ تعالےٰ پہلوں کے مقابلہ میں ان سے کہیں زیادہ رحمت کا سلوک کرے گا۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ رحمت کا سلوک اس طرح ہوگا کہ ایک ایسا نور تمہیں دیا جائے گا کہ جس کی روشنی میں تم زندگی گزارو گے دنیا میں بغیر روشنی کے انسان راہِ راست پر نہ چل سکتا ہے اور نہ قائم رہ سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ میں سے بہتوں کو رات کے اندھیروں میں سفر کرنے کا موقعہ ملا ہوگا اور بہت سے راتوں کو سفر کرنے والے راہ گم کر جاتے ہیں۔ راہ کے نشان ان کو صحیح طور پر پتہ نہیں لگتے اور وہ راستہ بھٹک جاتے ہیں اور بعض دفعہ تو وہ اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ ہی نہیں سکتے۔ بعض دفعہ کچھ دور جانے کے بعد پھر ان کو پتہ لگتا ہے کہ ہم غلط راہ پر آگئے ہیں۔ جو راہ دس کوس کی تھی اس کی بجائے ان کو بیس کوس چل کر اپنی منزل تک پہنچنا پڑتا ہے اور اس طرح پر ایک کمزوری واقع ہوتی ہے۔ فرمایا کہ تمہیں ایسا نور ملے گا جس کے ساتھ مغفرت بھی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ تمہاری کمزوریاں اللہ تعالےٰ کی مغفرت کے نیچے چھپ جائیں گی اور تمہارا نور جو تمہیں عطا ہوا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے شعلہ زن ہو کر (کیونکہ وہی حقیقی نور ہے) تمہاری راہوں کو اس طرح روشن کر دے گا کہ تمہیں اپنے راستہ سے بھٹکنے کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہے گا اور تم اپنے رب کے حضور پہنچ جاؤ گے۔ کیونکہ تم میں سے ہر فردِ واحد کی جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اس کی منزل یہی ہے اس کا مقصود یہی ہے کہ وہ اس زندگی میں اپنی استطاعت کے مطابق روشن راہوں کو جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ روشن کی گئی ہیں اختیار کر کے اللہ تعالےٰ کے قریب ہو اور اس کی رضا کو حاصل کرے۔ تو یہاں ایمان کے بعد پھر تقوےٰ کا ذکر اور پھر حقیقی ایمان کا ذکر ہمیں بتاتا ہے کہ ایمان حقیقی وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہ ہو۔ اور اس اقتباس میں اس بات کو ہماری زبان میں سہل طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہر کیا ہے۔

ایمان نفاق سے آلودہ نہ ہو

پھر آپ فرماتے ہیں:۔ ”اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہ ہو“۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ منافق کہتے ہیں کہ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (احزاب ۱۳) کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدے کئے ہیں وہ جھوٹے ہیں وہ پورے نہ ہوں گے۔ منافق اللہ کی راہ میں وہ قربانیاں دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا جو ایک مومن کو دینی چاہئیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی بشارتوں پر اس کو ایمان نہیں ہوتا اور وہ یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے کہ جو وعدے ہم سے کئے گئے ہیں۔ اور جن کے لئے ہم سے قربانیاں مانگی جارہی ہیں وہ پورے نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہمیں قربانی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ کہا جائے کہ اگر تم فلاں کام کرو تو میں تمہیں ایک ہزار روپیہ دونگا۔ اب اگر وہ سمجھے کہ وعدہ کرنیوالا جھوٹا ہے تو وہ یہ کام نہیں کریگا۔ کام کرنے کے لئے مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اور چونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اگر میں نے یہ کام کر بھی لیا تب بھی یہ وعدہ پورا نہیں ہوگا اور وہ شخص مجھے ہزار روپیہ نہیں دیگا اس لئے وہ اس کام کو نہیں کرے گا۔ سو منافق اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتا نہ اس کے وعدوں پر اور نہ اس کی بشارتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ ایک شخص کے کان میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ کہتا ہے کہ میری راہ میں قربانی دو تو میری جنت میں جاؤ گے۔ اگر واقعہ میں وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے تو وہ ساری دنیا کو چھوڑ دے گا اور دنیا کی پرواہ نہیں کرے گا اور وہ سمجھے گا کہ یہ خدا کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا ہے، جو چیز اس سے مانگی گئی ہے وہ اس کے مقابلہ میں جس کا وعدہ کیا گیا ہے بالکل حقیر ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ اگر کسی سے یہ کہا جائے کہ دو پیسے مجھے دے دو۔ میں تمہیں ایک روپیہ دونگا اور وہ کہے کہ میں نہیں دیتا۔ ایسا جواب کوئی جاہل یا کم عمر ہی دے سکتا ہے۔ مثلاً بچہ ہے کئی دفعہ ہنسی میں باپ اپنے بچہ کو کہتا ہے کہ یہ آنہ جو تم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ یہ مجھے دے دو۔ میں تمہیں روپیہ دونگا وہ کہے گا کہ نہیں اس کا ایسا کہنا کم عمری اور جہالت کی وجہ سے ہوگا۔ سو اس قسم کے طرزِ عمل کا ایک منبع تو جہالت ہے اور دوسرا کم عمری ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور منافق جس کے دل میں نفاق ہوتا ہے شیطان کا سایہ اس کے سر پر ہوتا ہے اس کی رگوں میں شیطان کی ظلمات دوڑ رہی ہوتی ہیں اس وعدہ پر یقین نہیں رکھتا۔ خدا وعدہ کر رہا ہوتا ہے کہ تھوڑا سا دے دو میں بہت کچھ دوں گا تو منافق اس بچے کی طرح جس کو علم نہیں ہوتا کہتا ہے کہ میں نہیں دیتا منافق طرزِ عمل سے دنیا میں یہ اعلان کرتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے وعدے جھوٹے ہیں وہ پورے نہیں ہوں گے ہر وہ شخص جس کا ایمان کمزور ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر قادر و توانا نہیں سمجھتا جس قدر کہ وہ ہے اور اس

قدر با وفا اور وعدے کا سچا نہیں سمجھتا جو اللہ تعالیٰ ہے وہ کہتا ہے میں قربانی نہیں دیتا۔ اللہ کہتا ہے کہ اس دنیا میں جسمانی تکالیف اٹھاؤ۔ یہ دنیا عارضی ہے۔ یہ عمر بہت چھوٹی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسّی سال کا کوئی ہوگا میرے خیال میں میرے سامنے شاذ ہی کوئی اسّی سال کا بیٹھا ہو۔ ورنہ ساٹھ ستر سال کی عمر میں انسان کو پتہ لگ جاتا ہے کہ میرا تعلق اس دنیا سے کمزور ہو رہا ہے اور یہ کہ میں اس دنیا کی طرف جا رہا ہوں۔ اگر اس کو آخرت پر ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان ہو تو یہ اتنی چھوٹی سی عمر ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان سے کہتا ہے کہ اس چھوٹی سی عمر میں تم کو میری خاطر اگر تکلیف اٹھانی پڑے تو اٹھاؤ میں تمہیں ابدی حیات اور ابدی مسرتیں دکھاؤں گا۔ منافق کہتا ہے کہ اللہ کے وعدے جھوٹے ہیں۔ نہ اخروی زندگی ہے اور نہ اللہ کے وعدے پورے ہوں گے۔ اس پر اس کا ایمان نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس چیز کا یہاں ذکر کیا ہے کہ "وہ ایمان نفاق سے آلودہ نہ ہو" ہر احمدی کو پھر ایک زندہ خدا پر یقین کرنے کے لئے اکٹھا کیا گیا ہے۔ یعنی وہ پیدا احمدی ہوا ہے یا وہ باہر سے آکر داخل ہوا ہے۔ منافق والا ہمارا عمل نہیں ہونا چاہیئے، نہ ہمارا دعویٰ ویسا ہونا چاہیئے، نہ ہمارا اعلان ویسا ہونا چاہیئے۔ سچے ایمان والا ہمارا دعویٰ اور اعلان ہونا چاہیئے۔ خدا کہتا ہے کہ اے جماعت احمدیہ کے افراد! میں تمہارے ذریعہ سے اسلام کو ساری دنیا پر غالب کر دوں گا۔

خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی

خدا تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ وہ چیزیں جو میں نے تمہیں دی ہیں اب میں تم سے مانگتا ہوں۔ میں اسے تمہاری طرف سے قربانی سمجھوں گا اور اس کا بڑا بدلہ دوں گا تو تم اس بات پر اس وعدہ پر، اس بشارت پر ایمان لاؤ۔ منافق جو سمجھتا ہے میں ویسا نہیں۔ میرا وعدہ جھوٹا نہیں ہے میں سچے وعدوں والا ہوں۔ جو میں کہتا ہوں وہ پورا کرتا ہوں۔ مجھے قدرت ہے کہ جو کہوں میں وہ پورا کر دوں۔ کیونکہ بے وفا آگے دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بدنیت ہوتے ہیں اور شیطان کے چیلے ہوتے ہیں۔ جب وہ وعدے کرتے ہیں اسی وقت ان کی نیت ہوتی ہے کہ وہ انہیں پورا نہیں کریں گے۔ لیکن ایک بے چارہ انسان وہ بھی ہوتا ہے جو خلوص نیت کے ساتھ وعدہ کرتا ہے اس کے حالات بدل جاتے ہیں وہ وعدہ پورا کر ہی نہیں سکتا۔ مثلاً کوئی زمیندار ہے اس نے کسی کو دس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا لیکن ژالہ باری ہوئی اس کی فصلیں خراب ہوگئیں۔ اب جو اس نے فصل آنے پر وعدہ پورا کرنا تھا وہ اسے پورا کر ہی نہیں سکتا۔ نیت میں فتور نہیں تھا۔ طاقت میں فتور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو تو سب طاقت ہے اس میں کوئی کمزوری نہیں وہ سب طاقتوں کا

مالک، اور سب قوتوں کا مالک ہے بلکہ سب طاقتوں اور قوتوں کا وہی سرچشمہ ہے۔ انسان کو یا کسی دوسری مخلوق کو جو طاقت جسمانی یا ذہنی یا علمی یا روحانی ملی ہے وہ اس نے دی ہے۔ گھر سے تو کچھ نہ لائے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میں پیدائش کے وقت اپنے ساتھ یہ چیزیں بیرٹ کر لایا تھا۔ پیدائش کے وقت تو اسے اپنی بھی ہوش نہیں تھی۔ چیخ مار کر تو وہ دنیا میں داخل ہوا تھا اور بیرے سہارے وہ اپنا بچپنا بھی نہ گزار سکتا تھا بے سہارے کے تو وہ جوانی بھی نہیں گزار سکتا۔ اگر کسی نے پڑھنا ہے تو استاد کا سہارا چاہیئے۔ پہلے ماں باپ کا سہارا تھا جو لگا ہی رہتا تھا زندگی بھر۔ پھر استاد کا سہارا ہے۔ پھر دوستوں کا سہارا ہے، پھر جتھے کا سہارا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تدبیریں پیدا کی ہیں۔ لیکن ایک وہ شخص ہے جو تدبیر کو تدبیر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھتا ہے، تدبیر کو خدا نہیں سمجھتا۔ تو انسان کی طرح یا مخلوق کی طرح اللہ تعالیٰ ناقص نہیں ہے، اپنی قوت اور طاقت کے اندر اور اپنے متصرف بالارادہ ہونے کے لحاظ سے، ساری طاقتوں کا منبع اور سرچشمہ وہی ہے۔ خدا کہتا ہے یہ تمہیں یہ دوں گا۔ منافق کہتا ہے اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا یا دینا نہیں چاہتا یا وہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کی نیت پر حملہ کرتا ہے یا اس کی طاقت پر حملہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور جو عظیم وعدے میرے ذریعہ سے آج تم سے کئے گئے ہیں وہ تبھی پورے ہو سکتے ہیں جب تمہارے ایمان میں نفاق نہ ہو اور تم اس قسم کے نہ ہو زبان کے لحاظ سے یا قول کے لحاظ سے یا فعل کے لحاظ سے یا فکر کے لحاظ سے کہ تم یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ وعدہ دیتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ یہ تو منافقوں کا اعلان ہے۔ مومن کا اعلان تو نہیں۔ الغرض مومن کا ایمان نفاق سے آلودہ نہیں ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اے میری جماعت خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں تمہیں بتا دوں کہ تمہارا ایمان نفاق سے آلودہ نہیں ہونا چاہیئے۔ نتیجہ آگے نکلتا ہے وہیں میں اکٹھا نتیجہ نکالوں گا۔

ایمان بزدلی کی آلودگی سے منزّہ ہو

اسی طرح ایمان بزدلی سے آلودہ نہ ہو بزدلی شرک ہے جو شخص اللہ کے علاوہ کسی اور سے ڈرتا ہے وہ مشرک ہے۔ جو شخص دوسرے کی دولت سے خائف ہے کہ وہ اپنی دولت کا استعمال کر کے خدا کی منشاء کے خلاف میرا نقصان کر دے گا یا جو شخص دوسرے کے جتھے سے خوف کھاتا ہے یا جو شخص دوسرے کے شور مچانے سے خوف کھاتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ جب چاروں طرف سے دوسرے شور مچاتے ہیں مرزائی کافر، مرزائی کافر تو وہ ڈر جاتے ہیں۔ مرزائی کافر کی آواز تمہارے کان میں خدا تعالیٰ کی زبان سے نہیں پڑی اور جو کسی غیر اللہ کی زبان سے آواز نکل رہی ہو اس سے تمہیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر یہ دھمکیاں، یہ

فتوے، یہ منصوبے، یہ جوش وخروش آج تو نہیں پیدا ہوا اسّی سال پہلے سے یہ شروع ہیں۔ اسّی سالہ کفر کے فتووں کا نتیجہ پتہ ہے کیا نکلا۔ پہلا نتیجہ تو یہ نکلا کہ اسّی سالہ گالیوں اور کفر کے فتووں نے ہمارے چہروں سے مسکراہٹیں نہیں چھینیں۔ ہم آج بھی اسی طرح ہشاش بشاش ہیں۔ ہمارے مسکراتے چہرے ہیں۔ ہماری بشاشت ہم سے کون چھین سکتا ہے۔ جو شخص اپنے رب کی نگاہ میں پیار دیکھتا ہے وہ مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتا چاہے ساری دنیا اس کی مخالفت پر کمربستہ کیوں نہ ہو اسّی سالہ شور وغوغا نے ہم سے قوتِ احسان نہیں چھینی۔ بڑا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ آپ کو بڑی حمد کرنی چاہیئے۔ قریباً اسّی سال سے مخالفین جو منہ میں آتا ہے۔ ہمارے خلاف کہہ جاتے ہیں اور وہی لوگ جن کے منہ میں جو آتا ہے ہمارے خلاف کہہ جاتے ہیں۔ جب ان کو ضرورت پڑتی ہے تو وہ ہمارے پاس آجاتے ہیں اور ہم مسکراتے چہروں سے ان کی مدد کرتے ہیں۔ ہمارے ظفر علی خاں مرحوم اخبار زمیندار کے جوایڈیٹر تھے وہ شروع سے ہی مخالف تھے۔ ٹھیک ہے یہ دل کا معاملہ ہے۔ اگر نہیں سمجھ میں آیا تمہارا حق ہے مخالفت کرو۔ لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ ہم تم پر احسان کریں۔ ساری عمر زمیندار اخبار میں جو کچھ دل میں آیا وہ ہمارے خلاف لکھتے رہے۔ جب وہ بوڑھے ہوئے تو (اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ایک سبق دینا تھا) وہ بیمار ہوگئے اور جب وہ بیمار ہوئے تو ان کے بچوں نے ان کا خیال رکھنا چھوڑ دیا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مری میں تھے۔ مری میں ہی ظفر علی خاں تھے۔ آپ کو جب پتہ لگا تو آپ نے اپنے ڈاکٹر کو کہا کہ روزانہ جاکر ان کو دیکھا کرو اور جس دوائی کی ضرورت ہو خواہ وہ کتنی مہنگی ہو ان سے قیمت نہیں لینی۔ مجھ سے پیسے لے کر جایا کرو اور دوائی خریدا کرو اور وہ دوائی استعمال کراؤ اور ایسی تو سینکڑوں ہزاروں مثالیں ہیں۔ خلافت نے بھی یہی کیا اور ہمارے بزرگ احمدیوں نے بھی یہی کیا۔ جب مخالف اور ضرر اور ایذا پہنچانے والا انسان ضرورت کے وقت ان کے پاس آیا۔ اور وہ جائز طریقہ سے اس کی ضرورت پوری کر سکتے تھے یا کروا سکتے تھے تو انہوں نے کی تو اسّی سالہ مخالفت نے اور شور نے اور گالیوں نے ہم سے قوتِ احسان نہیں چھینی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی تمہیں گالی دیتا ہو اور تم مقابلہ میں گالی دیتے دیتے ہو تو تم نے اپنا بدلہ لے لیا تمہیں فائدہ کوئی نہیں پہنچا۔ لیکن اگر تم گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ حکم دیا کہ گالیاں سنکر دعا دو تو بڑا احسان کیا ہم پر۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تمہیں گالیاں دی جائیں تو یہ کوشش کرو کہ تم بدلہ نہ لو بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا درود تمہیں حاصل ہو اور ان کی دعائیں تمہیں حاصل ہوں تو کتنی دعائیں ہمیں

دلا دیں۔ ساری عمر فرشتوں کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ کیونکہ گالی سنکر ہم گالی نہیں دیتے۔ ہمیں اتنی طاقت نہیں تھی کہ ہم وہ نتیجہ نکال سکتے۔ جو ہماری اشاعتِ اسلام کی کوشش کا اس وقت نکل رہا ہے۔

افریقن نومسلموں کا اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق

سات ہزار میل دور ہے ایک علاقہ۔ میں مغربی افریقہ کی بات کر رہا ہوں۔ وہ کبھی یہاں نہیں آئے۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ شائد کبھی کوئی آیا ہو اور وہ بھی اب۔ اتنا بڑا فاصلہ ہے ان کے اور ہمارے درمیان۔ نہ مرکز کو انہوں نے دیکھا، نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی نہ ان کو اردو آتی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے ہی فائدہ اٹھا سکیں۔ اور روشنی حاصل کریں اور نہ مرکز کی اور خلافت کی برکات سے حصہ اتنا لے سکتے تھے۔ وہ اتنی دور بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکے وہ ہمارے تک نہیں آسکے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آسمان پر فرشتوں کی فوجوں کو کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور ان کے دلوں میں تبدیلی پیدا کرو۔ جب میں گیا ہوں میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے وہ عجیب میرا مشاہدہ اور تجربہ اور احساس تھا۔ میرے سامنے بارہ ہزار آدمی بیٹھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خوشی ان کے جسموں اور ان کی رُوح سے پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی ہے۔ ان کی کیفیت کا یہ عالم تھا کہ بو (سیرالیون) میں جب ہم پہنچے وہ فری ٹاؤن Capital (کیپٹل) سے ایک سو ستر میل دور ہے۔ وہاں ہمارا سکول بھی ہے اور ہمارا مشن بھی ہے۔ اس کے گرد ہماری جماعتیں بھی بہت ہیں۔ انہوں نے اس لاج (رہائش گاہ) میں جہاں ہم نے ٹھہرنا تھا جھنڈیاں بھی لگائی ہوئی تھیں اور روشنی کے اتنے قمقمے تھے کہ ہمارے ساتھیوں کو اور مجھے بھی احساس ہوا کہ کچھ ضرورت سے زیادہ خرچ کر گئے ہیں۔ اسراف کا پہلو شائد زیادہ ہو گیا ہے۔ ہم میں سے کسی نے ایک ذمہ دار آدمی سے پوچھا کہ آپ نے یہاں بہت زیادہ قمقمے کیوں لگا دیئے ہیں۔ اس کی کیا ضرورت تھی۔ اس رنگ میں انہوں نے بات کی۔ آگے جو اس نے جواب دیا وہ بڑا پیارا تھا وہ کہنے لگے کہ ہمارے دلوں میں چراغاں ہو رہا ہے۔ ہم اپنے در و دیوار کو اس سے کس طرح محروم رکھ سکتے ہیں۔ یہ چیز ان کے دلوں میں کس نے پیدا کی۔ ہم تو وہاں جا نہیں سکے۔ ہم بڑی دیر کے بعد پہنچے۔ بڑے تھوڑے پہنچے وہ یہاں آ نہیں سکتے تھے۔ سوائے اس کے کہ جو ہم میں شامل نہیں۔ ہر ایک یہ تسلیم کرے گا کہ یہ اللہ تعالےٰ کے فرشتوں نے کام کیا ہے اور پھر وہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور فدائی ہیں۔ میں نے یہ بھی وہاں غور کیا کہ احمدیت کی محبت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کا عشق اور خلافت کے ساتھ ان کی وابستگی دراصل اس لئے ہے کہ اگرچہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہ حسن سے وہ واقف تھے نہ احسان سے اور نہ اللہ تعالےٰ کی عظمت وجلال سے لیکن جب وہاں

احمدیت گئی تو احمدیت نے ان کی زندگیوں میں پہلی دفعہ رب کریم کا ان سے تعارف کروایا۔ اس پاک ذات کا جو تمام صفات حسنہ سے متصف اور تمام قدرتوں کا سرچشمہ ہے اُن لوگوں سے تعارف کروایا جو توہم پرستی اور جادو ٹونے پر یقین رکھتے تھے۔ عیسائیت یہ چیز ان کے دلوں سے نہیں نکال سکی لیکن احمدیت نے جاکر یہ چیز ان کے دلوں سے نکال دی۔ احمدیت نے اللہ تعالیٰ کو جیسا کہ قرآن کریم نے اسے پیش کیا ہے ان کے سامنے پیش کیا۔ اللہ کی معرفت انہوں نے حاصل کی اور اس احسان کے نیچے وہ دب گئے کہ چھوٹی سی جماعت تھی چند آدمی یہاں آئے تکلیفیں برداشت کر کے آئے نہ ان کو سیاست سے کوئی پیار، نہ ہماری دولت سے کچھ لگاؤ اور ہماری خاطر انہوں نے قربانیاں دیں اور کتنی قیمتی یہ چیز ہمارے ہاتھ میں پکڑا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ لعل تو لینے کے قابل ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور حقیقت یہی ہے کہ اس بات کی قدر ان کے دل میں ہے کہ وہ قیمتی ہیرا جس کے مقابلہ میں انسان کی جان کی بھی کوئی قیمت نہیں احمدیوں کے ذریعہ ہمیں مل گیا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق خالی یہ کہہ دینا کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے کافی نہیں ہے۔ جب تک ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا نہیں ہو جاتے۔ ہم نجات نہیں پا سکتے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل نہ کرنا اور زبان سے ایسا کرنے کا دعوے کر دینا اگر کوئی احمدی ایسا کرتا ہے تو اس کے یہ کسی کام نہیں آئے گا۔ اسوہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ضروری ہے اور یہی ایمان ہے۔ اتنا حسن کہیں اور کسی اور جگہ آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنا احسان کیا کہ چودہ سو سال گزر گئے اور پتہ نہیں کتنی اور صدیاں آئیں گی۔ ہر صدی پر احسان کیا آپ کی قوتِ قدسیہ نے آپ کے افاضہ روحانیہ نے۔

مجدد نائیجیریا عثمان بن فودی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صدی سے پہلی صدی میں نائیجیریا میں ایک مجدد پیدا ہوئے عثمان بن فودی ان کا نام ہے۔ وہ بھی ایک عاشق تھے خدا اور اس کے رسول کے۔ عثمان بن فودی نائیجیریا میں کیوں پیدا ہوئے اس لئے کہ آپ کا پیار اور ہمدردی بنی نوع انسان کے کسی خاص قطعہ یا زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں تھی بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی نے تمام بنی نوع انسان کو اور تمام زمانوں کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے۔ جہاں جہاں ضرورت پڑی آپ کے افاضہ روحانی نے بنی نوع انسان کی ہمدردی کے جوش میں وہاں وہاں اپنے روحانی فرزند پیدا کئے۔ جنہوں نے ان لوگوں کی اصلاح کی اور ان کے لئے دین و دنیا کے اخلاص کے دروازے کھولے۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اور آپ کا احسان جماعت احمدیہ کے ذریعہ

کے ذریعہ ان کے پاس پہنچا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم ترین روحانی فرزند ہیں پیار کیا اور آپ کے سلسلہ کے ساتھ اور آپ کے خلفاء کے ساتھ بھی پیار کیا۔ سیرالیون کے ایک سابق نائب وزیر اعظم ہیں۔ اب تو حکومت بدل گئی۔ وہ opposition (اپوزیشن) میں آگئے ہیں۔ یہ تو سیاست میں ہوتا ہی ہے۔ لیکن اس سے قبل جو حکومت تھی اس میں وہ نائب وزیر اعظم تھے۔ اب وہ مسلم کانگرس کے پریذیڈنٹ ہیں۔ وہ بہت پیچھے پڑے کہ ہم نے ضرور Reception (ری سیپشن) دینی ہے۔ میں نے اپنے مبلغوں کو کہا تھا کہ ملاقاتیں کرنی ہیں دعائیں کرنی ہیں۔ حالات دیکھنے ہیں۔ سکیمیں بنانی ہیں۔ مشورے کرنے ہیں۔ لہٰذا ایک ملک میں ایک ری سیپشن کافی ہے۔ وہاں جو لوگ آئیں گے ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ دوسری ری سیپشن ایک ملک میں نہ رکھو انہوں نے کہا کہ اتنا تعلق رکھنے والا ہے یہ شخص اور اتنا گھائل ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے کہ ہمارے یہ بہت پیچھے پڑ گیا ہے اس کی پیشکش کو ماننا چاہیئے ورنہ اس کی دلشکنی ہوگی۔ میں نے کہا کہ اچھا ایک جگہ رکھ لو۔ اس موقعہ پر وہ کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی تقریر شروع ہی یہاں سے کی کہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن آپ کو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے کہ اس صدی کے شروع میں لوگ اسلام کا نام لیتے ہوئے شرماتے تھے اور ہم اب اپنی گردنیں فخر سے اونچی کرکے اسلام کا نام لیتے ہیں۔ اور یہ احمدیت کی بدولت ہے۔ یہ لوگ یعنی احمدی مبلغین آئے اور انہوں نے ہماری فضا کو بدل دیا تو چونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دین موجزن و منعکس ہوتے دیکھا اس لئے پیار کیا، اور اسی لئے جماعت سے پیار کیا، اسی لئے خلافت سے پیار کیا تو یہ وعدے جو ہمیں دیئے گئے ہیں ہم نے منافقوں کی طرح یہ نہیں کہنا کہ خدا اپنے وعدے کا سچا نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ کے وعدے تو ہم نے اپنی زندگیوں میں سچے ہوتے دیکھ لئے اور وہ جو اگلا زمانہ ہے وہ بڑی تیزی کے ساتھ اسلام کے آخری غلبہ کی طرف رواں دواں ہے تو دنیا جب عدم علم کی وجہ سے کچھ اور سمجھتی ہے، ہمارے دل میں ان کے لئے زیادہ رحم پیدا کرتی ہے، غصہ نہیں پیدا کرتی، نفرت نہیں پیدا کرتی، دشمنی نہیں پیدا کرتی۔ کسی فرد واحد کے ساتھ دشمنی، ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے۔ ہاں ہم بدی سے، ہم برائی سے ہم گند سے دشمنی کرتے ہیں اس کو ہم مٹانا چاہتے ہیں چونکہ ہم مومن ہیں اس لئے منافقانہ نعرہ نہیں لگا سکتے اور چونکہ ہم مومن ہیں اس لئے بزدلانہ نعرہ نہیں لگا سکتے۔ میں نے ایسے چہرے پر اس قسم کی خوشی دیکھی کہ انسان بیان نہیں کر سکتا۔ میں ایک روز سوچ میں پڑ گیا اور میں نے یہ دعا کی کہ اے خدا یہ مسئلہ مجھے سمجھا کہ ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ یہ اتنے زیادہ خوش ہوں۔ پھر میرے دل میں اللہ تعالےٰ نے ڈالا۔ اور میں نے تقریر میں کہا کہ تم اپنی جگہ اس لئے خوش ہو کہ تاریخ

احمدیت میں پہلی بار اور تمہاری زندگیوں میں پہلی بار وہ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے محبوب روحانی فرزند تھا مہدیؑ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کا خلیفہ تمہارے اندر آیا ہے، تم نے اس کی باتیں سنیں، تم نے اسے دیکھا، تم نے اس کی برکات سے حصہ لیا تم اپنی جگہ خوش اور تمہیں خوش ہونا چاہیئے آج تمہارے لئے خوشی کا دن ہے اور میں بھی خوش ہوں بہت ہی خوش ہوں۔ اس وجہ سے کہ آج سے قریباً اسی سال پہلے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم روحانی فرزند نے جب اللہ تعالےٰ کا حکم پاکر اور اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے کے لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام بنی نوع انسان کے دلوں میں بٹھانے کے لئے ایک دعوےٰ کیا اور ایک آواز بلند کی اس وقت وہ اکیلی آواز تھی۔ آپ حیران ہوں گے کہ بہت ساروں کے ذہن میں نہیں ہوگا کہ جب دو سو علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتوےٰ لگایا تو آپ نے اس وقت ایک شخص سے بھی بیعت نہیں لی تھی۔ یعنی آپ یکا و تنہا تھے اور اس وقت کے جو دو سو علماء تھے چوٹی کے انہوں نے کفر کا فتوےٰ لگایا۔ میں نے انہیں کہا کہ اس اکیلی آواز پر ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہوگئیں اور مجتمع ہوگئیں۔ اس اکیلی آواز کو خاموش کرنے کے لئے۔ لیکن وہ خاموش نہیں رہ سکی۔ میں تمہاری آواز دل میں اسی آواز کی بازگشت سُن رہا ہوں اور اس لئے میں خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے کئے تھے وہ پورے کئے۔ پختہ ایمان جو ہے اس کے بعد دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہو سکتا کہ پتہ نہیں اللہ تعالےٰ وعدے پورے کرے گا یا نہیں۔ جس کے دل میں ایسا خیال پیدا ہوتا ہے وہ منافق ہے۔ ایمان لانے کے بعد یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ پتہ نہیں کہ خدا کے مقابل پر کوئی مادی طاقت جیتے گی یا شکست کھائے گی۔ خدا کے مقابلہ میں کون جیت سکتا ہے۔ بلا وجہ تو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں نہیں کہا۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ (سورہ مائدہ ۴۵)

کہ تم انسانوں میں سے کسی انسان سے خوف نہ کھاؤ۔ صرف مجھ سے ڈرو۔ اس بات سے ڈرو کہ میں تم سے ناراض نہ ہو جاؤں۔ اگر تمہارے دل میں یہ خشیت رہی، اگر تم نے اپنی سی کوشش کی کہ میری ناراضگی مول نہ لو تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ میں تمہیں اپنی گود میں بٹھالوں گا۔ پھر وہ کونسا انسان ہے جس کی طاقت میں ہے کہ اس شخص پر حملہ کرے جو خدا تعالےٰ کی گود میں بیٹھا ہے فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ تمہیں لوگوں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک ہستی ہے اس کی خشیت دل میں پیدا کرو، اس کا خوف دل میں پیدا کرو، یہ خوف نہیں کہ وہ ضرر پہنچانے والی ہستی ہے بلکہ یہ خوف کہ جو فائدہ وہ پہنچانے والی ہے اس سے ہم محروم نہ ہو جائیں۔ ہماری کسی گندگی کی وجہ سے ہماری کسی غفلت کے نتیجہ میں وہ ہمیں اپنی گود سے اتار کر نیچے نہ رکھ دے (اس موقعہ پر حضور

اقدس نے اپنی دونوں باہوں کو پھیلا کر بتایا) ہمارے لئے تو یوں اس نے اپنی باہوں کو کیا ہوا ہے۔ ہم اس کی باہوں کے حلقے میں ہیں۔ کونسی دنیا کی طاقت ہے کہ جو یہ حلقہ توڑ کر ہمارے تک پہنچ سکے۔ کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ تم بزدلی سے آلودہ نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ کی خشیت دل میں پیدا کرو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سمجھانے کے لئے فرمایا ہے کہ مومن بزدل نہیں ہوا کرتا جو خدا سے تعلق رکھتا ہے، جس کا خدا پر توکل ہے، جس نے خدا سے طاقت لینی ہے، جس نے خدا تعالےٰ سے قوتِ احسان کو پانا ہے۔ وہ کسی سے ڈر کیسے سکتا ہے وہ تو اسی آیت پر عمل کرے گا۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ۔ جو شخص یہ کہے کہ خدا سے نہ ڈرو ہم سے ڈرو تو وہ قرآن کریم پڑھ لے اور اپنے متعلق آپ ہی فیصلہ کرلے کہ وہ کس دماغ کا آدمی ہے۔ ہمیں کچھ کہنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو یہ حکم ہے کہ کسی انسان سے نہیں ڈرنا، کسی انسان کا خوف دل میں نہیں لانا، کسی کی خشیت پیدا نہیں کرنی سوائے اللہ تعالےٰ کی خشیت کے۔ ہم تو اللہ تعالےٰ سے خوفزدہ ہیں۔ ہم تو ہر وقت کانپتے رہتے ہیں جب ہم اپنی عاجزی کو دیکھتے ہیں، جب ہم اپنی کم مائیگی کو دیکھتے ہیں، جب ہم اپنی کم علمی کو دیکھتے ہیں، جب ہم ان ذمہ داریوں کو دیکھتے ہیں جو بڑی عظیم بھی ہیں جو ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ محض اپنی طاقت یا علم یا دولت یا قربانی یا ایثار کے نتیجہ میں ہم یہ دولت سنبھال نہیں سکتے۔ اُس وقت ہم خوف سے کانپنے لگ جاتے ہیں۔ جب ہم اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو دیکھتے ہیں۔ جب ہم اس کی صفت غنا پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس کو تو کسی کی احتیاج نہیں، ہم ہی اس کے محتاج ہیں تو ہمارے دل میں بڑا خوف پیدا ہوتا ہے کہ کہیں ہم اپنی کوتاہی کے نتیجہ میں اس سے دور نہ جا پڑیں۔ وہ ہم سے ناراض نہ ہوجائے۔ یہ خشیت اور یہ خوف تو ہمارے دل میں ہے۔ لیکن وہ ہمارا پیارا اور محبوب ہمیں کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ کر کسی اور کی خشیت تمہارے دل میں پیدا نہ ہو۔ اب ہم خدا تعالےٰ کے حکم کو مانیں ہم قرآن کریم پر عمل کریں یا لوگوں کے جو نعرے ہیں ان سے خوف زدہ ہوجائیں۔ ایک مومن تو ایسا نہیں کرسکتا۔ ہم عاجز بھی ہیں کمزور بھی ہیں۔ ہم اثر و رسوخ بھی نہیں رکھتے۔ نہ ہمارے پاس اقتدار ہے نہ حکومت ہے نہ اس کی خواہش رکھتے ہیں ع

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا

ہمیں ان ملکوں سے کیا ہم تو اس دنیا کے ملک کی ہوس نہیں رکھتے۔ یہ جذبہ ہے جس نے افریقہ میں اثر کیا۔ یہ جذبہ ہے جو ساری دنیا پر اثر کرے گا۔ میں ان کو کہتا تھا کہ پچاس سال سے ہم تمہارے اندر کام کر رہے ہیں

کئی سو سال ہوئے عیسائی تمہارے پاس آئے۔ پادریوں نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ہم خداوند یسوع مسیح کی محبت کا پیغام لے کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں اور تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ ان پادریوں کی صفوں کے پیچھے یورپین اقوام کی جو فوجیں تمہارے ملک کے اندر داخل ہوئی تھیں اور ان کے ساتھ جو توپیں تھیں ان سے پھول نہیں جھڑے تھے ان سے گولے برسے تھے اور انہوں نے جو تمہارا حلیہ کیا۔ اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

یورپین اقوام افریقنوں کی ہر نعمت چھین کر اپنے ممالک میں لے گئیں

یہ ایک حقیقت ہے وہاں نائیجیریا کے سربراہِ مملکت یعقوبو گوون کو بھی میں نے کہا۔ اس وقت مجھے نائیجیریا میں پہنچے ہوئے دو تین دن ہوئے تھے۔ میں نے جو دو تین دن میں مشاہدہ کیا اس کے متعلق اسے کہا کہ تمہارے ملک اور قوم میں آکر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں (اور کل میں نے ایک احمدی سے اس کا ذکر بھی کیا تھا کہ میں نے گوون سے یہ ذکر کیا تھا) کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہر ایک نعمت سے نوازا تھا اور ان یورپین اقوام نے خدا کی ہر نعمت کو تم سے چھین لیا۔ اور اسے وہ اپنے ملکوں میں لے گئے۔ وہ مجھے کہنے لگے

How true you are. How true you are

یہ کتنی سچی بات آپ کہہ رہے ہیں تو یہ ایک حقیقت ہے۔ اور میں انہیں کہتا تھا کہ ہمیں یہاں آئے ہوئے پچاس سال ہو گئے ہیں۔ پہلے ہم نے تھوڑے پیمانہ پر کام کیا۔ پھر وہ بڑھا اور کافی بڑھا۔ ہم باہر سے پیسہ لائے اور تمہارے ملکوں پر خرچ کیا۔ تمہارے ملکوں سے پیسہ کمایا تھوڑا نہیں کمایا بہت کمایا۔ کانو کے ہمارے مشن نے کوئی پندرہ بیس ہزار پونڈ سے زیادہ save (سیو) کیا ہوا تھا۔ بیس ہزار پونڈ ہو تو چار لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ ان کو ہدایت کی گئی کہ ساری کی ساری رقم اس Health centre (ہیلتھ سنٹر) پر خرچ کر دو۔ اور اس سے ایک نہایت خوبصورت ہسپتال بن گیا۔ عوام کو بھی پتہ ہے حکومتوں کو بھی پتہ ہے۔ تو میں نے انہیں کہا تمہاری دولت میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ جو کماتے ہیں تمہارے اوپر خرچ کر دیتے ہیں۔ جو کسی اور جگہ سے ہمارے احمدی کما رہے ہیں وہ بھی لا کر تمہارے اوپر خرچ کر دیتے ہیں تو تمہیں پتہ ہے کہ ہماری للچائی ہوئی نظر تمہاری دولت پر نہیں پڑی۔ نہ ہم اقتدار کے بھوکے ہیں۔ ہمیں کیا ملکوں سے، ہمیں کیا تاجوں سے، ہمیں کیا ان ملکوں کے سربراہوں سے۔ ہم تو خادم پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں ہماری لذّت، اور اسی میں ہماری نجات ہے اور یہ چیز ان پر بڑا اثر کرتی تھی۔ پہلے تو خاموش احساس تھا کچھ نیم بیدار احساس تھا تو میں اس کو جھنجھوڑتا تھا۔ میں ان کو پورا بیدار کرتا تھا۔ میں ان کو بتاتا تھا کہ یہ زندگی کی حقیقت ہے تمہیں سمجھنا چاہیئے۔ ہم تمہارے

بھائی بھی ہیں ہم تمہارے خادم بھی ہیں، ہم تمہارے برابر بھی ہیں۔ یہ چیز ان کو آج تک کسی نے نہیں دی۔ یعنی عیسائیت وہاں کئی سو سال رہی ہے انہوں نے مساوات کا نام نہیں لیا۔ پادری بھی اپنے آپ کو سب کچھ سمجھتا تھا اور وہاں کے عوام کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ وہ پیار کے بھوکے ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ وہ جو پیرامونٹ پرافٹ تھا (پیرامونٹ ان کا محاورہ ہے) یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو سب سے بڑے نبی تھے۔ خاتم الانبیاء اور افضل الانبیاء تھے۔ ان کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ کہلوایا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہ تم دنیا میں یہ منادی کردو کہ میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں اور تم بھی میرے جیسے انسان ہو۔ انسان ہونے کے لحاظ سے میری برتری نہیں ہے۔ ہم برابر ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور تمام انبیاء سے افضل تھا اس کے منہ سے قرآن کریم نے یہ کہلوایا تو وہ انبیاء جو آپ کے ماتحت تھے اور آپ سے چھوٹے تھے۔ جیسے حضرت موسےٰ حضرت عیسیٰ علیہما السلام وہ یا ان کے ماننے والے کس طرح تم سے برابری کا دعوےٰ کرسکتے ہیں۔

اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کا خدائی فیصلہ

احمدیت نے آج پھر تمہیں برابر قرار دے دیا۔ پہلے زمانہ میں بھی برابر قرار دیا۔ وہ بھی میں مثالیں دیتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور دوسروں کی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ لیکن ایک تنزل کا دور بھی آیا۔ ہمیں آنکھیں بند کرکے حقائق کا انکار نہیں کرنا چاہیئے ٹھیک ہے۔ لیکن وہ دور تنزل کا ختم ہوگیا۔ اب خدا نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرے۔ اس محبت اور مساوات اور ہمدردی اور خیر خواہی کے پیغام کے ذریعہ تو میں نے انہیں کہا کہ اب تمہیں آئندہ کوئی حقارت اور نفرت سے نہیں دیکھے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس ندا کو دوبارہ دنیا میں پھیلایا گیا ہے کہ سب انسان برابر ہیں۔ کوئی شخص اب تم سے نفرت نہیں کرے گا۔ اب گزر گیا تم سے نفرت کرنے کا زمانہ۔ اب تو اسلام کا سورج طلوع ہوچکا ہے گو نصف النہار تک نہیں پہنچا لیکن طلوع ہوچکا ہے۔ صبح صادق نمایاں ہوچکی ہے۔ سورج نکل آیا ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے احمدیت اور اسلام کے ذریعہ تمہاری عزتوں اور تمہارے احترام کا انتظام کردیا ہے۔ تمہیں اب حقارت اور نفرت سے کوئی نہیں دیکھے گا۔ یہ اعلان آپ تبھی کرسکتے ہیں جبکہ آپ کے دل میں یہ ایمان پختہ ہو کہ لوگوں سے نہیں ڈرنا اور صرف اللہ سے ڈرنا ہے۔ افریقہ کے دورہ کے بعد اسی مارشل لاء کے ایک بہت بڑے افسر کو میں ملا تو بڑے حیران ہوکر مجھ سے پوچھنے لگے کہ یعقوبو گوون نے آپ کو ملاقات کے لئے وقت دے دیا تھا۔ تو میں نے انہیں کہا کہ خالی ملاقات کا وقت ہی نہ دیا تھا وہ تو میرے ساتھ اس طرح ملے

جس طرح اپنے گھر کا ایک بچہ ہو۔ تو ان کے واسطے حیرانی تھی اس واسطے کہ ایک دنیا کا رعب اور وجاہت اسے حاصل تھی اور اسے مغرور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ امریکہ کے خلاف اور یورپ کی مداخلت کے خلاف اس نے خانہ جنگی جیتی تھی۔ لیکن میرے ساتھ وہ مغرور نہیں تھا۔ میرے ساتھ تو بچہ کی طرح ملا۔ میرے ساتھ اس کا پیار کا طریق اتنا تھا کہ میں نے اس کی آزمائش کی۔ جب ہماری ملاقات ختم ہوئی تو میں نے کہا میں آپ سے معانقہ کرنا چاہتا ہوں تو وہ آکر مجھ سے لپٹ گیا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ میرے اس فقرہ کا اثر اس پر کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ جھینپا اگر اس میں جھجک پیدا ہوئی تو میں یہ سمجھونگا کہ یہ تکلفاً اور رسمی طور پر میرے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔ لیکن اگر رسمی باتیں نہ ہوئیں اور واقعی اس کے دل میں میرا پیار یا عزت خدا تعالےٰ نے قائم کی تو اس کا رّدِ عمل میرے فقرہ پر کچھ اور ہوگا۔ تو وہی ہوا جو میری خوشی کا باعث تھا۔ یعنی وہ خود مجھ سے آکر لپٹ گیا۔ پھر انہوں نے میری ملاقات کے متعلق غیر ممالک کے اپنے سارے ایمبیسیڈرز کو Brief کیا۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ کے ایمبیسیڈر نے ہمارے مبلغ چوہدری مشتاق احمد سے ذکر کیا۔ انہوں نے کوئی بات کی تو ایمبیسیڈر نے کہا مجھے پتہ ہے ہماری حکومت نے ملاقات کی اطلاع دی ہے اور ہمیں یہ بھی کہا ہے کہ دنیا ہمارے خلاف یہ جھوٹ بول رہی ہے کہ خانہ جنگی جو ہوئی وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی جنگ تھی۔ حالانکہ یعقوبو گوون جو عیسائی ہے اس نے ایک مسلمان امام سے دعا کروائی اور اس سے پانچ دن پہلے وہ آرچ بشپ آف ویسٹ افریقہ سے ملا تھا۔ اس نے اس کو دعا کے لئے نہیں کہا تھا کیونکہ وہ غیر ملکی تھا تو اس نے کہا کہ اس جنگ میں مسلمان اور عیسائی ایک تھے اور غیر ملکی مداخلت دوسری طرف تھی۔ یہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی جنگ نہیں تھی۔ اب میں مثال دے رہا ہوں کہ یعقوبو گوون دنیوی لحاظ سے بڑا عظیم انسان ہے۔ اپنے ملک کا لیڈر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بڑا طاقتور ہے بڑے ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ اس نے بڑے صبر اور تحمّل سے کام لیا اور کوشش کی کہ کم سے کم خون ریزی ہو اور اب جنگ کے بعد بھی وہ لوگ جو ان سے لڑ رہے تھے وہ ان سے محبت اور پیار کا سلوک کر رہا ہے۔ لیکن اس کی دنیوی برتری سے میں تو مرعوب نہیں ہوا اور نہ آپ کو ہونا چاہیئے نہ ہمارے مبلغ ہوتے ہیں کیونکہ ہمیں خدا نے یہ کہا ہے کہ کسی کی خشیت اور کسی کا خوف تمہارے دل میں نہیں ہونا چاہیئے سوائے ایک ذات کے جو اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔

ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہ ہو

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ اسے میری جماعت

اگر تمہارا ایمان اس قسم کا ہؤا کہ اس میں دنیا کی ملونی نہ ہوئی اور نفاق سے آلودہ نہ ہؤا اور بزدلی سے آلودہ نہ ہؤا، اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ اس کے اندر کامل اطاعت ہوئی جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں بہت سی اور بھی آیات ہیں لیکن میں نے ایک لی ہے اس میں بھی کافی دیر ہوگئی ہے فرمایا۔

اطیعوا اللہ والرسول (آل عمران ۳۳) ۔ ومن یطع اللہ ورسولہ (نساء ۱۵)

ومن یطع اللہ والرسول (نساء ۷۰)

اسی طرح فرمایا۔ اطیعوا اللہ والرسول واحذروا

نیز فرمایا۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوالامر منکم

بیسیوں سینکڑوں آیات ہیں لیکن اس آیت کو اس لئے میں نے انتخاب کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہ ہو۔ تو اطاعت کے کسی درجہ سے جو شخص چاہتا ہے کہ محروم نہ ہو اس کو ہر وقت چوکس اور ہوشیار رہنا پڑے گا۔ کیونکہ جو شخص چوکس اور ہوشیار نہیں رہتا وہ کسی وقت غفلت سے اطاعت سے خارج ہو جائے گا۔ قرآن کریم نے بھی یہ کہا ہے کہ اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہ ہو۔ میں نے شروع میں کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کی تعلیم ہی ہمارے سامنے پھر از سر نو رکھ رہے ہیں اور وہ عظیم بشارتیں اور عظیم تعلیم ہے۔ قرآن کریم یہاں یہ فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو وَاحْذَرُوْا اور ہر وقت ہوشیار رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان کا کوئی داؤ لگ جائے اور کسی ایک پہلو سے بھی تم اطاعت سے باہر نکل جاؤ۔ ہر وقت بیدار اور ہوشیار اور چوکس رہو تا کہ تمہاری اطاعت کسی درجہ پر محرومی کا رنگ اختیار نہ کرلے۔ اگر تمہارا ایمان ایسا ہی پختہ ہوگا تو خدا کا وعدہ دیکھو کتنا عظیم اور حسین ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بشارت دی ہے اور کہا ہے کہ جماعت کو یہ سنا دو کہ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہ ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔ یہ قرآن کریم کا محاورہ ہے۔ دسویں سورۃ کے شروع میں کہ ظاہری باطنی قرب اور پاکیزگی جو ہے اس کو عربی محاورہ میں "قدم صدق" کہتے ہیں۔ یعنی اندرونی طور پر بھی پاک اور بیرونی طور پر بھی پاک۔ تو فرمایا کہ بیرونی پاکیزگی کا دراصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان اس دنیا میں اکیلا تو نہیں اس کا ملاپ ہوتا ہے دوسروں سے۔ اس کا اپنا خاندان ہے، بچے ہیں، بزرگ ہیں، ہمسائے ہیں، محلہ والے ہیں، شہر ہے، دنیا ہے، ہر سطح پر اس کے ملاپ ہوتے ہیں تو بیرونی پاکیزگی کا دراصل مطلب یہ ہے کہ جہاں بھی غیر کے ساتھ ملاپ ہو، وہ پاک اثر اپنا اس کے اوپر چھوڑتا ہے۔ باقی تو اس کی تفصیل ہے۔ تو جسم بھی بیرونی چیز ہے وہ پاک ہونا چاہیئے۔ اگر گند لگا ہؤا ہوگا تو بدبو آئے گی۔ اگر وہ اس کی استطاعت کے

مطابق پرواہ نہیں کرے گا تو اس کے اوپر اچھا اثر نہیں چھوڑے گا اس لئے ہم کہتے ہیں کہ کپڑے پاک رکھو
لیکن اصل بنیادی چیز یہ ہے کہ جہاں اس کا غیر کے ساتھ ملاپ ہوا ہے وہاں وہ پاک اور نیک اثر ڈالتا ہے۔ یہ
ہے ظاہری پاکیزگی۔ اور باطنی پاکیزگی کا یہ مطلب ہے کہ جہاں اس کا ملاپ ہوا اپنے رب کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ
کی نگاہ بھی یہی دیکھتی ہے کہ میرا یہ بندہ پاک اور مطہر ہو کر میرا قرب حاصل کرنے کے لئے آیا ہے تو چونکہ وہ
پاک ہے اور ناپاک سے وہ تعلق قائم ہی نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ باطنی پاکیزگی پسند کرتا ہے اس کا تعلق
اللہ تعالیٰ سے ہے اور ظاہری پاکیزگی کا تعلق اس سے ہے کہ اس نے جو فیض حاصل کیا ہے اپنے رب
سے اسے وہ آگے پہنچاتا ہے۔ اگر وہ ظاہری طور پر پاکیزہ نہیں یعنی جب وہ ملاپ کرتا ہے دوسروں سے تو ان پر
پاک اثر نہیں چھوڑتا تو وہ خدا کا بندہ کیسے ہوا خادم کیسے بنا۔ اس نے پھر دوسروں کے لئے ایثار کیسے کرنا
ہے۔ تو قدم صدق کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک وہ اس کا ایسا بندہ ہے کہ جب اس کے پاس آتا ہے۔ تو
باطنی پاکیزگی کے ساتھ آتا ہے اور جب وہ غیر سے ملاپ کرتا ہے تو وہ پاک اور مطہر اثر کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔

ہماری زندگی کا مقصد

اگر یہ چیز آپ میں پیدا ہو جائے تو آپ بڑی جلدی دنیا کے دل جیت لیں گے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے لئے۔ پھر میں آپ کو سمجھانے کے لئے کہتا ہوں۔ کئی نئے آئے ہیں۔ کئی کم علم ہیں کہ ہماری زندگی
کا مقصد یہ نہیں کہ ہم کچھ بن جائیں ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلال اور محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت دنیا میں قائم ہو جائے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم غالب آئیں گے تو ہمارا یہ مطلب
نہیں ہوتا کہ ہمیں کوئی دنیا کی ہوس یا لالچ ہے یا ہم اقتدار چاہتے ہیں یا مال و دولت چاہتے ہیں۔ ہمارا تو یہ محاورہ
ہے کہ ہم غالب آئیں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ وعدے جو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ جماعت کے حق
میں پورے ہوں گے۔ اور وہ یہ وعدہ نہیں کہ مرزا عبدالحق یا مرزا ناصر احمد کو کچھ ملے گا۔ وہ وعدہ یہ ہے کہ محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا مل جائے گی۔ تو یہ وہ غلبہ ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔
جس کے لئے ہم مجاہدہ کر رہے ہیں، جس کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں، جس کے لئے ہم عاجزانہ قربانیاں
پیش کر رہے ہیں، جس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کے متلاشی ہیں جس کی وجہ سے ہم ہر وقت چاہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض نہ ہو جائے جس کے لئے ہم اس امید میں زندگی گزار رہے ہیں کہ ہمیشہ اس کی نگاہ
میں ہمیں پیار ملے۔

ایک دوسرا اقتباس بھی تھا جس میں ایسے نکات تھے کہ جس پر میں تفصیلی روشنی ڈالنا چاہتا تھا۔ وہ یوں ہے

پڑھ دیتا ہوں تاکہ اس کا تسلسل جو چھپا ہے سامنے آجائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اسی قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری ... ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا ... تمام قوتوں سے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کی خلق سے" (نسیم دعوت ص۱)

یہ وہ خدا ہے جس کی محبت میں ہم مست اور جس کی ناراضگی کے خوف سے ہم لرزاں اور ترساں رہتے ہیں اور اس خدائے واحد و یگانہ اور قدوس اور مالک اور خالق اور تمام طاقتوں کے سرچشمہ کو ہم نے اپنی کوششوں یا اپنی کسی خوبی کے نتیجہ میں حاصل نہیں کیا۔ اس حقیقت پر ہم ہمیشہ قائم رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اور ہزار ہا درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ اس زندہ خدا کو انسان نے پیش کیا۔" (نسیم دعوت ص۱)

اور اس زندہ خدا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانی کے طفیل ہم نے پایا۔ وہ ہم سے کلام بھی کرتا ہے۔ وہ ہمیں زندہ نشان بھی دکھلاتا ہے اس پیارے کی آواز سنکر اور اس کی طاقتوں اور قوتوں کا مشاہدہ کر کے اسے چھوڑ کر ہم غیر کی طرف کیسے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور اس مقام پر وفا کے ساتھ اور صدق کے ساتھ قائم رہنا بھی مشکل ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل اس کے شاملِ حال نہ ہو۔ اچھا اب میں اجازت چاہتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ کو ان تمام برکات سے نوازے جو اللہ کا ذکر اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کی باتیں سنکر انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ اجتماع انصار اللہ کا منعقد کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ مجھ پر بھی اور آپ پر بھی بڑا ہی رحم اور کرم فرمائے اور ہمیں اپنی حفاظت اور امان میں ہمیشہ رکھے۔ ہم ایک کمزور اور بڑے ہی عاجز اور کم علم اور کوئی طاقت نہ رکھنے والے بچوں سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ ایک بچہ جو ہم سے زیادہ طاقت رکھتا ہے ہم اس سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی ہمارا سہارا اور پناہ ہے وہ ہمیں ہمیشہ اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ اللھم آمین

اجتماع انصار اللہ کی عظیم الشان برکات

اور اُن کی ایک جھلک

جن احباب نے انصار اللہ کے گزشتہ اجتماعوں میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ یاب ہو کر اس کی اہمیت و افادیت اور اس کی عظیم الشان برکات کے متعلق اپنے تاثرات بیان فرمائے تھے وہ وقتاً فوقتاً ماہنامہ انصار اللہ میں ہدیۂ قارئین کئے گئے تھے۔ سولھویں سالانہ اجتماع کے پیشِ نظر جو ۱۵، ۱۶، ۱۷ اخاء ۱۳۵۰ہش مطابق ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ان میں سے بعض احباب کے تاثرات ذیل میں شائع کئے جا رہے ہیں تاکہ احبابِ جماعت پر اس روحانی اجتماع میں شمولیت کی اہمیت واضح ہو سکے۔

۱۔ مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ مجلس ستھ۔ خاکسار کا تاثر یہ ہے کہ انصار اللہ کا سالانہ اجتماع ایک روحانی تربیت گاہ ہے جہاں روحانی بیماروں کو شفا نصیب ہوتی ہے اور سال بھر کے لئے روح کی تازگی کا سامان میسر آتا ہے۔ پروگرام مرتب کرنے والوں نے بڑی عمدگی اور فراست سے پروگرام مرتب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے ...... خاکسار تو انصار اللہ کے اجتماع میں شمولیت سے محرومی کو بہت بڑی کوتاہی خیال کرتا ہے۔ خاکسار کے نزدیک اجتماع میں شامل ہونا ایک ایسی نیکی ہے جو اور نیکیوں کے لئے راہ کھول دیتی ہے۔ میرا تو دل چاہتا تھا کہ کاش ایسے شب و روز دائمی ہو جائیں۔ جو کیف و سرور اس عاجز کی روح محسوس کرتی رہی ہے عاجز اسے الفاظ میں ادا کرنے سے قاصر ہے۔

۲۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ۔ ایسے مقدس پاکیزہ اور روحانیت سے لبریز اجتماع کہاں میسر آتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس روحانی سلسلہ کو قائم کر کے ایسے پاکباز، صالحین اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے والے بزرگوں کی مجلسوں سے استفادہ کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔

مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ اجتماع مجمع الانوار والبرکات ہے اور ان انوار و برکات کے زیر اثر ہمیں ایک روحانی زندگی مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ صرف ہمارے ہی علماء کرام اور بزرگانِ دین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کے طفیل صاحب حال ہونے کی حیثیت میں اپنے مشاہدات اور تجربات سے سامعین کو مشرف فرماتے ہیں

یہ اجتماع یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ "کارخانہ حیات اسلام" کی تیسری شاخ کا جو کہ واردین اور صادرین کے مرکز میں حاضر ہونے اور تربیت حاصل کرنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے صحیح معنوں میں قائمقام بن گیا ہے۔

۳۔ مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ۔ خاکسار انصار اللہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع میں شمولیت کو اپنے لئے سعادت اور زندگی کے بہترین لمحات یقین کرتا ہے۔ الحمد للہ کہ اجتماع اپنے مقاصد کے لحاظ سے بابرکت طور پر ختم ہوا علمی اور اجتماعی فوائد و برکات تو بہرحال شامل ہونے والوں کے حصہ میں آئے۔ روحانیت اور تزکیہ نفس کے نقطۂ نگاہ سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ اجتماع جماعت کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس منشا کی تکمیل کرتا ہے جس میں امت کی تربیت اور تعلیم کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ہر علاقہ و قوم کے لوگ چند دن مرکز میں آ کر رہیں اور پھر روحانیت و اخلاق کی عملی تربیت حاصل کر کے اور واپس اپنے علاقوں میں جا کر اسکے مطابق تعلیم و تلقین کا فریضہ ادا کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع اس منشاء خداوندی کو احسن رنگ میں پورا کرنے والا تھا۔ خاکسار نے اس پاک فضا اور بابرکت جلسہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی برکتوں سے نوازتا رہے"

۴۔ مکرم سراج الدین صاحب کٹہ مراد وال براستہ ملکوال ضلع گجرات رقمطراز ہیں:۔
کئی برس گزرے مجھے پہلی بار اجتماع میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ اب اجتماع میں ہر سال شامل ہونا فرض خیال کرتا ہوں۔ چنانچہ کبھی غفلت نہیں کی۔ حتی کہ عدم شمولیت موت کے مترادف نظر آتی ہے۔ امسال ایک نوجوان مسمی اللہ دتا اپریٹر ٹیوب ویل گروپ نمبر ۱۵ رسول سیکشن میرے ہمراہ سالانہ اجتماع پر ربوہ آیا اور اس نے اجتماع کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں نے چند روپے خرچ کر کے بے بہا نعمت حاصل کی ہے۔

۵۔ مکرم مولوی قمر الدین صاحب سابق زعیم اعلیٰ ربوہ مطلع فرماتے ہیں۔
ایک دوست نے جو کراچی میں ملازم ہیں اور جو رخصت حاصل کر کے امسال اجتماع میں شامل ہوئے تھے بیان کیا کہ اس سے پہلے میں انصار یا خدام کے کسی اجتماع میں شامل نہ ہوا تھا۔ امسال رخصت لے کر دونوں اجتماعات میں شمولیت کی سعادت حاصل کر کے علمی اور عملی استفادہ کیا۔ ان اجتماعات کے عظیم الشان فائدہ کے پیش نظر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انشاء اللہ ہمیشہ ہی رخصت لیکر ان اجتماعات میں شامل ہوا کروں گا۔

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ارشاد

ماہنامہ انصار اللہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے جو محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کی سرپرستی میں ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ مرکز سے شائع ہوتا ہے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:-

یہ رسالہ خدا کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے اور اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرتے اور روح کو روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس کا اشاعت کا حلقہ وسیع کریں۔ اس کیلئے مختلف علمی موضوع پر اچھے اچھے مضامین لکھ کر بھجوائیں۔"

(ماہنامہ انصار اللہ نومبر ۱۹۶۲ء صلا۲)

احباب جماعت کو چاہیئے کہ ماہنامہ کا سالانہ چندہ مبلغ ۸ روپے آج ہی بھجوا کر اس کی خریداری قبول فرمائیں۔

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

اجتماع انصار اللہ کے موقع پر سوال وجواب کا پروگرام

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر امسال بھی پروگرام میں سوال وجواب کے لئے قریباً ایک گھنٹہ وقت رکھا گیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوالات پہلے سے منگوا لئے جائیں جو دوست سوالات بھیجنا چاہتے ہوں وہ خوشخط لکھ کر اپنے نام اور مکمل پتہ کے ساتھ دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ربوہ میں سولھویں سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کا پروگرام

۱۵ اخاء ۱۳۵۰ ہش - اکتوبر ۱۹۷۱ء بروز جمعۃ المبارک

(اجلاس اوّل)

۴-۰۰ تا ۴-۱۰ (بعد دوپہر)	تلاوت قرآن مجید	مکرم قاری محمد عاشق صاحب
۴-۱۰ تا	دعا، عہد - افتتاحی خطاب	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی جائے گی
۴۰ منٹ	تفریحی و ورزشی مقابلہ جات	

اجلاس دوم

۷-۳۰ تا ۷-۳۵ (رات)	تلاوت قرآن مجید	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب سرگودہا
۷-۳۵ تا ۸-۴۰	سالانہ رپورٹ کارگزاری	قائدین کرام مرکزیہ
۸-۴۰ تا ۸-۵۰	درس حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب
۸-۵۰ تا ۹-۵۰	شوریٰ	

شب بخیر

۱۶ اخاء ۱۳۵۰ ہش - اکتوبر ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ

اجلاس اوّل

۴-۳۰ تا ۵-۰۰	صبح نماز تہجد	
۵-۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	
۵-۳۵ تا ۵-۵۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۵-۵۰ تا ۶-۰۵ ۱۵ منٹ	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (اسوۂ حسنہ بلحاظ عبادات)	مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
"	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (بلحاظ معاملات)	مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ

۱۵ منٹ	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (عدل و انصاف)	مکرم مولانا عطا اللہ صاحب کلیم
۱۵ منٹ	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (شفقت علیٰ خلق اللہ)	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب
۷.۵۰ تا ۸.۴۵	ناشتہ	

اجلاس دوم

۸.۴۵ تا ۸.۵۲	تلاوت قرآن مجید	مکرم صاحبزادہ محمد طیب صاحب
۸.۵۳ تا ۹.۰۰	نظم	مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب
۹.۰۰ تا ۹.۱۵	درس قرآن مجید	مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۹.۱۵ تا ۹.۳۰	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عالی مقام	مکرم شیخ محمد حنیف صاحب (کوئٹہ)
۹.۳۰ تا ۹.۴۵	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کراچی
۹.۴۵ تا ۱۰.۰۰	جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات (مسلمانوں کی ترقی کے سلسلہ میں)	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری
۱۰.۰۰ تا ۱۰.۱۵	(اشاعت اسلام)	نسیم سیفی
۱۰.۱۵ تا ۱۰.۳۰	ابتلاؤں کے وقت مومنوں کا شیوہ	مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل
۱۰.۳۰ تا ۱۰.۴۵	تحریک تعلیم القرآن	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب
۱۰.۴۵ تا ۱۱.۰۰	تحریک وقف عارضی	مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما
۱۱.۰۰ تا ۱۲.۰۰	انعامی تقریری مقابلہ	

عنوانات

۱۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے کارنامے۔

۲۔ فضیلتِ اسلام ۔ ۳۔ اسلام میں اطاعت کی اہمیت

۴۔ انصار اللہ کے فرائض

۵۔ اسوۂ حسنہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

۶۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۷۔ خلافت ثالثہ کی تحریکات

منصفین

۱۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

۲۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب

۳۔ نسیم سیفی

۱۲.۰۰ تا ۱۲.۱۰	نظم	مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل
۱۲.۱۰ تا ۱۲.۲۵		مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
۱۲.۲۵ تا ۲.۳۰	وقفہ برائے نماز ظہر و عصر و طعام	

اجلاس سوم

۲.۳۰ تا ۲.۳۵ بعد دوپہر	تلاوت قرآن مجید	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب (سرگودھا)
۲.۳۵ تا ۲.۴۵	نظم	مکرم عبدالسلام صاحب اختر
۲.۴۵ تا ۳.۰۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر
۳.۰۰ تا ۳.۱۵	درس ملفوظات (مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام)	مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب
۳.۱۵ تا ۳.۳۰	سچائی	مکرم مرزا عبدالحق صاحب (سرگودھا)
۳.۳۰ تا ۳.۴۵	باہمی محبت و مؤدت	مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف
۳.۴۵ تا ۳.۵۵	نظم	مکرم عبدالمنان صاحب ناہید (لاہور)
۳.۵۵ تا ۴.۳۰	ہمارے عقائد	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۴.۳۰ تا ۴.۴۵	منافقین کی علامات۔ از روئے قرآن و حدیث	مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی
۴.۴۵ تا ۵.۳۰	۱۔ اجلاس ناظمین اعلیٰ۔ ناظمین اضلاع و مجلس عاملہ مرکزیہ ۲۔ ورزشی مقابلہ جات	
۵.۳۰ تا ۸.۰۰	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس چہارم

۸.۰۰ تا ۸.۰۵	تلاوت قرآن مجید	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۸.۰۵ تا ۸.۱۵	نظم فارسی	مکرم نثار احمد صاحب فاروقی
۸.۱۵ تا ۹.۴۵	تقسیم انعامات و اسناد خوشنودی و خطاب	محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ

شب بخیر

۱۷ اخاء ۱۳۵۰ ہش اکتوبر ۱۹۷۱ء بروز اتوار

اجلاس اول

۴.۳۰ تا ۵.۰۰ صبح نماز تہجد

۵.۰۰ تا ۵.۳۰	نماز فجر	
۵.۳۰ تا ۵.۴۵	درس قرآن مجید	مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر
۵.۴۵ تا ۶.۰۰	درس حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب
۶.۰۰ تا ۶.۱۵	وقف زندگی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روسے)	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
۶.۱۵ تا ۶.۳۰	حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا نمونہ	مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ
۶.۳۰ تا ۷.۰۰	ذکر حبیب علیہ السلام	
۷.۰۰ تا ۸.۳۰	وقفہ برائے ناشتہ	

اجلاس دوم

۸.۳۰ تا ۸.۳۷	تلاوت قرآن مجید	مکرم مولوی عبدالعزیز صاحب
۸.۳۷ تا ۸.۴۵	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۸.۴۵ تا ۹.۱۵	قیام صلوٰۃ اور انصار اللہ کی ذمہ داری	مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۹.۱۵ تا ۱۰.۱۰	سوال و جواب (سوالات افتاء، قضاء یا سیاسیات سے متعلق نہ ہوں گے)	مکرم ملک سیف الرحمن صاحب، مکرم شیخ مبارک احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب — جواب دیں گے
۱۰.۱۰ تا ۱۰.۲۵	ایک عظیم الشان نشان	مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد
۱۰.۲۵ تا ۱۰.۳۵	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۱۰.۳۵ تا ۱۱.۱۰	خطاب	محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ
۱۱.۱۰ تا ۱۱.۲۰	نظم	مکرم ثاقب زیروی صاحب
۱۱.۲۰ تا	اختتامی خطاب عہد و دعا	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائے گی

خاکسار: نسیم سیفی قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ سچی توبہ کرے

جو خدا کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اسے قوت دی جاتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

''بیعت سے مراد خدا تعالی کو جان سپرد کرنا ھے - اس سے مراد یہ ھے کہ ھم نے اپنی جان آج خدا تعالی کے ھاتھ بیچ دی - یہ بالکل غلط ھے کہ خداتعالی کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے - صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا - نقصان اسی کا ھے جو کاذب ھے - جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالی سے اس نے کیا ھے توڑ رھا ھے ، وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ھو رھا ھے وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھڑا سکے گا - اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ھے جو اس سے دریافت کرے گا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا ؟ اس لئے ھر مومن کیلئے ضروری ھے کہ خدا تعالی جو ملک السموات والارض ھے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے - اس میں شک نہیں کہ یہ امر بھی یونہی حاصل نہیں ھوتا ھے - خدا ھی یہ امر دل میں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ھے - سو اس کیلئے دعا بکار ھے - جو شخص اللہ تعالی کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ھے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دی جاتی ھے - مومن کے دل میں ایک جذب ھوتا ھے کہ جس سے قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ھے - میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر تم میں جذب محبت ، خداتعالی کی راہ میں کافی ھو تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف کھنچے آویں اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ ھو جاوے''۔

(ملفوظات جلد ھفتم صفحہ ۲۹ ، ۳۰)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ہوا